Regd. NO. MC:1071

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ماہنامہ

معارفِ رضا کراچی

رمضان المبارک تا ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ / اپریل تا جون 2022

مدیر

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کراچی

بہ فیضانِ نظر ● علامہ مفتی تقدس علی خاں ● علامہ شمس الحسن شمس بریلوی ● پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

محسنین ادارہ ✿ الحاج شفیع محمد قادری ✿ شیخ حمید اللہ قادری حشمتی ✿ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری ✿ حاجی عبداللطیف قادری

Regd. NO. MC:1071

بانی: مولانا سید ریاست علی قادری

نائب مدیر
مفتی سید زاہد سراج القادری

معاون مدیر
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

مدیر
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

(جلد:23) (شمارہ:03 تا 06)
رمضان المبارک تا ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ/ اپریل تا جون 2022

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کی عالمگیر دینی و علمی خدمات اور ان کے روشن افکار و نظریات کا ترجمان

✿✿✿

مسلسل اشاعت کا بیالیسواں سال

1981 ——— 2022

زرِتعاون پاکستان: فی شمارہ -/60 روپیہ، سالانہ -/600 روپیہ، بیرون ممالک کے لیے سوشل میڈیا ایڈیشن
مفت بھی دینی مدارس کے مسافر طلباء و علماء اپنا نام و پتا بھیج کر زکوٰۃ کی مد سے ایک سال کے لیے مفت لگوا سکتے ہیں

نوٹ: زرِتعاون دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ/ ایزی پیسہ نمبر 0303-9205511 ارسال فرمائیں

حروف ساز: شیخ وامق انصاری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

25- جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر کراچی - (74400) پاکستان - فون: 32725150-21-92+
واٹس ایپ: 9205511-303-92+، ای میل: imamahmadraza@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مشمولات



اپنی بات!



پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

"اسلامی اقوام متحدہ کے قیام کی اشد ضرورت"

United Nation of Muslims

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ

اور محمد تو ایک رسول ہیں (ﷺ)

اللہ عزوجل نے اپنے کلامِ آخر میں اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں اور انکار کرنے والوں کا دوٹوک فیصلہ سنا دیا جس سے یہ بات قطعی سامنے آتی ہے کہ اس دنیائے فانی میں دو ہی قوم آباد ہیں ایک وہ جو کہیں " وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ" اور دوسری وہ قوم جو اس کلمہ کا انکار کرے، چنانچہ سورۃ محمد کی ابتدائی تین آیات ملاحظہ کریں:

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ
اللّٰہِ اَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ (۱) وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ کَفَّرَ
عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَاَصۡلَحَ بَالَہُمۡ (۲)
ذٰلِکَ بِاَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اتَّبَعُوا
الۡبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا
الۡحَقَّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ
لِلنَّاسِ اَمۡثَالَہُمۡ (۳)

ترجمہ:" جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے عمل برباد کیے۔ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اُتارا گیا اور وہ ہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے، اللہ نے ان کی برائیاں اُتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔ یہ اس لیے کہ کافر باطل کے پیروکار ہوئے اور ایمان والوں نے حق کے پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے، اللہ لوگوں سے ان کے احوال یوں ہی بیان کرتا ہے"۔

چنانچہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں کے لیے ارشاد ہوا:

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ
تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ
الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں کہ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

سورۃ انفال میں ان لوگوں کو جو حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہ لائیں، ان کو انسان نہیں بلکہ جانور سے بدتر مخلوق قرار دیا، فرمایا:

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۵۵)

ترجمہ: "بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لائے"۔

دنیا میں ہمیشہ سے دو ہی ملت رہی ہیں ایک وہ جو انبیائے کرام پر ایمان لاتے رہے وہ ہر زمانے میں اہل ایمان کہلانے اور اللہ کے سامنے گردن جھکانے والے مسلمان قرار پائے اور دوسری وہ قوم جو ہمیشہ اپنے زمانے کے انبیائے کرام کا انکار کرتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کے بعد وہ کافر کہلائے جو اللہ کے نزدیک جانور سے بدتر مخلوق ہیں۔

آج دنیا کی آبادی 7,952,556830 تقریباً 8 بلین ہے جس میں سے 1.8 بلین مسلمان ہیں جو کل آبادی کا 24 فیصد ہیں۔ 26 ممالک کا سرکاری مذہب اسلام ہے جب کہ 57 ممالک اسلامک کہلاتے ہیں۔ آج دنیا کی تین چوتھائی آبادی غیر مسلم ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہ ماننے والے آج بھی دنیا میں زیادہ ہیں۔ ان غیر مسلموں میں لا مذہب تقریباً 1.2 بلین، عیسائی 2.3 بلین ہندو تقریباً 1 بلین، یہودی 0.2 بلین بقیہ مذہب تقریباً 2 بلین شامل ہیں، جن میں اکثریت مشرکین کی ہے، جو اہل کتاب ہیں ان میں بھی فی زمانناا کثریت میں مشرکین ہیں۔

اقوام متحدہ کا تاریخی پس منظر

عالمی جنگ دوم کے بعد ۱۹۴۵ء میں عالمی تنظیم اقوام متحدہ United Nation بنائی گئی تاکہ دنیا میں تمام اقوام ملک کر امن وسکون کی زندگی گزاریں اور تمام ممالک ایک دوسرے کا احترام کریں۔ اس کا بنیادی منشور اور مقاصد کے سلسلے میں ایک مختصر خاکہ ملاحظہ کریں جو ویکی پیڈیا سے اخذ کیا گیا ہے۔

1) آنے والی نسلوں کو جنگ سے بچائیں گے۔
2) انسانوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کریں گے۔
3) انسانی اقدار کی عزت ومنزلت برقرار رکھیں گے۔
4) مرد وعورت کے حقوق برابر رہیں گے۔
5) چھوٹی بڑی قوموں کے حقوق بھی برابر ہونگے۔

اس UNO کے ابتدائی پچاس ممبران میں اس وقت کے سات اسلامی ممالک بھی شامل تھے جن میں مصر، لبنان، ایران، سعودی عرب، شام، ترکی، اور عراق کے نام سرفہرست ہیں جب کہ اس وقت اقوام متحدہ میں مسلم ممالک کی تعداد ۵۷ بتائی جاتی ہے جب کہ اس وقت دنیا میں ۱۹۵ آزاد ممالک ہیں جن میں فلسطین اور کشمیر شامل نہیں ہیں۔

دوسری قوموں کی مسلم اُمہ کے خلاف کارروائیاں

اسلام کے خلاف ہر زمانے میں غیر مسلموں کی طرف سے کارروائیاں جاری رہیں بلکہ اسلام کے قوانین اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف اور قرآن مجید کے خلاف غیر مسلم قوموں نے پچھلے پندرہ سو سالوں میں ہزاروں دفعہ نازیبا الفاظ استعمال کیے اور جب جب تاریخ میں ایسے ناپاک عزائم سامنے آئے مسلمانوں نے اس پر بھرپور احتجاج کیے اور کئی مرتبہ نوبت جنگ تک بھی پہنچی اور ہزاروں کی تعداد میں وہ ملعون مارے بھی گئے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

توہین رسالت کا تازہ واقعہ

چند دن پہلے بھی بھارت میں سرکاری جماعت کے کارکنوں نے ہمارے پیارے رسول کریم حضرت محمد ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کیے جس کی اسلام میں صرف ایک سزا ہے کہ من سبا نبیاً فاقتلوۃ کہ جب بھی کوئی ہمارے نبی کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کرے اس کو فوراً قتل کر دیا جائے لیکن فی زمانناایسا نہیں ہوتا اور ایسا کیوں نہیں ہوتا اس تفصیل میں اس وقت جانا نہیں چاہتا یہ ایک الگ موضوعِ بحث ہے۔ اس گستاخی کے بعد چند ممالک میں احتجاج ہوا، سفیر کو بلا کر اس کے سامنے احتجاج ریکارڈ کرایا اور چند ممالک نے بھارت سے تجارت ختم کرنے کی دھمکیاں بھی دیں مگر ہمارے ملک کے وزیر اعظم نے یا حکومت نے مذہبی بیان کے علاوہ کچھ اور نہ کیا۔ یہ بات حکومتی سطح پر چند دنوں میں ٹھنڈی ہو جائے گی، ممکن ہے کہ عوام الناس سوشل میڈیا پر کچھ لفظی احتجاج جاری رکھیں اور ایک وقت آئے گا وہ بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے کیونکہ پچھلے 80 سالوں میں کچھ ایسا ہی ہوتا رہا، پچھلے سال جب ایک شخص سرعام قرآن کی بے حرمتی کر کے ڈیڑھ ارب سے زیادہ مسلمانوں کے جذبات کو جلا رہا تھا یا فرانس میں ایک شخص نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھوٹا خاکہ بنا کر مسلمانوں کے ایمان کو چیلنج کیا تھا اس وقت تمام اسلامی ممالک کے سربراہان غفلت کی نیند سو رہے تھے یا اللہ کے سامنے اپنے آپ کو منافق کی لسٹ میں شامل کروا رہے تھے سوائے بیان بیازی کے کچھ نہیں ہوا، اسلام کی سربلندی کے لیے کسی بھی اسلامی ملک کے سربراہ نے کوئی ایکشن نہ لیا اور دونوں معاملات ٹھنڈے ہو گئے۔ تمام اسلامی ملکوں کے بھارت، امریکہ، یورپ کے ساتھ تجارتی لین دین کے معاملات جاری رہے۔ شاید اس خوف سے کوئی ایکشن نہ لیا کہ امریکہ اور یورپ کے بینکوں میں رکھے ہوئے ان کے اثاثے منجمد نہ کر دیے جائیں۔

امام احمد رضا کا غیر مسلموں کے خلاف فتویٰ

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ جن کو وصال فرمائے ایک صدی ہجری ہو چکی ہے انھوں نے اپنے زمانے میں تمام غیر مسلموں اور تمام بدمذہبوں کے اسلام، قرآن اور صاحبِ قرآن کے خلاف اُٹھائی گئی زبان کے رد میں رسائل لکھے اور عربی، فارسی اور اردو زبان میں فتاویٰ بھی جاری کیے جو ان

کے فتاویٰ رضویہ میں دیکھے جاسکتے ہیں ان کا ایک منظوم فتویٰ ملاحظہ کریں ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

امام حمد رضا نے یہ فتویٰ اپنی جانب سے نہیں دیا بلکہ قرآن کریم کے حوالے سے دیا کہ اللہ عزوجل نے کفار پر شدت کرنے کا حکم دیا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (سورہ فتح:۲۹)

ترجمہ: "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے (مسلمان) کافروں پر سخت ہیں"۔

سورۃ التوبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ (سورہ توبہ:۷۳)

ترجمہ: "اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو"۔

اللہ عزوجل کے دوٹوک فیصلے مسلمانوں کو سناتے ہوئے ملاحظہ کیجیے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

(سورہ النسآ:۱۳۹)

ترجمہ: "وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے"۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (سورہ النسآ:۱۴۴)

ترجمہ: "اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا، کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لیے صریح حجت کرلو"۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (سورہ آل عمران:۲۸)

ترجمہ: "مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو، اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے"۔

ان تینوں آیات میں فتوئ ربانی یہ ہے کہ غیر مسلمان سے دوستی نہ کی جائے اور نہ ان سے اُمید رکھی جائے

اور نہ ان سے عزت کرائی جائے اور اگر اس پر عمل نہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اُٹھالے گا اور مختلف عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

عظیم اسلامی سلطنتِ عثمانیہ کا زوال

اسلام اور دنیا کی عظیم سلطنتِ عثمانیہ جو ۱۲۹۹ء تا ۱۹۲۲ء تین براعظموں پر قائم رہی جس کا رقبہ 29,38,365 اسکوائر کلومیٹر تھا جس کا سرکاری مذہب سُنی حنفی تھا۔ اتنی بڑی اور مضبوط سلطنت کا زوال غیر مسلموں کی سازش اور سلطنت کے منافقین کی منافقت کے باعث ہوا۔ اس کا مختصر احوال ملاحظہ کریں:

۱) اسلام کی سب سے بڑی سلطنت عثمانیہ جس نے تین براعظموں پر 600 سال سے زیادہ حکومت کی مگر اس کے زوال کے بعد ایک سلطنت عظیمہ کے ۱۰۰ سے زیادہ چھوٹے بڑے ممالک بنا دیے گئے۔ کہیں مسلمانوں کی اکثریت رہی اور کہیں غیر مسلموں کی۔

۲) برصغیر کی مغل حکومت اور بادشاہت بھی کئی سو برس قائم رہنے کے بعد سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ساتھ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی اور اس میں بھی کئی ملک بعد میں وجود میں آئے۔

۳) ان دونوں اسلامی حکومتوں کا زوال غیر مسلموں کی سازش تھی کہ بنگال سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی صورت میں غیر مسلم اندر داخل ہوئے اور حجاز میں سلطنت عثمانیہ کو تباہ کرنے کے لیے برٹش کمپنی کی صورت میں غیر مسلم اندر داخل ہوئے اور دونوں اسلامی حکومتوں کو زوال غیر مسلموں کی سازش اور اندرون حکومت غداروں اور منافقوں کی وجہ سے ہوا جنہوں نے غیر مسلموں سے عزت حاصل کرنے کے لیے اپنے مسلمانوں کا خون بہایا اور حکومت کو ختم کروانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

عالمی جنگوں کے بعد UNO کا قیام

دونوں عالمی جنگ کے بعد غیر مسلموں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لیے ایک بین الاقوامی آرگنائزیشن UNO کے نام سے بنائی اور اس میں ایسے قانون بنائے جس سے ان تمام غیر مسلموں کو تحفظ حاصل ہو اور اس عالمی فورم کی اصل چابی بصورت سپر پاور وہ طاقت اپنے پاس رکھی، اس وقت بھی پانچ سپر پاور یا ممالک ہیں جن کے پاس یہ طاقت ہے کہ اگر 194 ممالک ایک رائے قائم کرلیں یا ایک قرار داد اکثریت رائے سے منظور کرلیں مگر ان پانچ ممالک امریکہ، روس، چین، فرانس اور برطانیہ میں سے اگر ایک بھی ویٹو کردے تو اس قرارداد کو کوڑے دان میں پھینک دیا جاتا ہے۔

UNO مسلم ممالک کی بے بسی

ان پانچ سپر پاور ممالک میں ایک بھی مسلمان ملک شامل نہیں ہے یہ ہی وجہ ہے کہ جب سے یہ اقوام متحدہ ۱۹۴۵ء میں قائم ہوئی فلسطین کا مسئلہ آج تک حل نہ ہوا۔ نہ ہی کشمیر کا مسئلہ آج تک حل ہوا جب کہ UNO قائم ہوئے 78 سال گزر گئے ہیں اور نہ ہی جن ممالک میں مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کیا جاتا ہے، ان کو بے دردی سے مارا جاتا ہے مثلاً

بھارت میں مسلمانوں کے ساتھ ظلم کی ایک لمبی فہرست ہے، برما میں، چین میں، یورپ کے کئی ممالک میں، روس کی کئی ریاستوں میں مسلمانوں پر ظلم کیے جاتے ہیں ان کی آزادی کی آواز کو کبھی UNO میں نہیں سنا گیا اور اگر کسی وقت سن لیا گیا تو اس قرارداد کو ان پانچ ممالک میں سے کسی نے بھی ویٹو کرا دیا اور وہ قرارداد ریت کا ڈھیر ہوگئی اور بس!

اقوام متحدہ کی یہ عالمی تنظیم جب سے بنی ہے کبھی کسی مسلمان ملک کو اس نے ویٹو پاور نہیں دیا اور نہ ہی 57 ممالک نے مل کر آج تک کوئی ایسی تحریک چلائی کہ وہ ویٹو پاور کا تقاضہ کرتے کہ ہمارے جو معاملات ہیں ملکی یا مذہبی ان کو تحفظ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ مسلمان کے پاس بھی ویٹو پاور حاصل نہ ہو۔

پچھلی چند دہائیوں میں غیر مسلموں کی طرف سے اسلام کے خلاف، قرآن اور صاحبِ قرآن کے خلاف درجنوں عالمی سطح کے واقعات پیش آچکے ہیں لیکن اس عالمی تنظیم کی طرف سے سوائے ایک مذمتی قرارداد کے اور کوئی قابل قدر قانون آج تک نہ بنا کہ کسی بھی مذہب یا اس کے پیشواؤں کی بے حرمتی نہ کی جائے۔ اس کے برعکس جب دنیا میں کہیں بھی اسلام کے خلاف کوئی نازیبا حرکت کی جاتی ہے اور مسلمان ممالک کے عوام احتجاج کرتے ہیں مگر کبھی غیر مسلم ملک کی طرف سے نہ ہی مذمت کی جاتی ہے اور نہ ہی اقوام متحدہ میں اس کے خلاف کوئی قرارداد پاس کی جاتی ہے۔ مسلمان عوام احتجاج کر کے تھک کر بیٹھ جاتے ہیں مگر مسلمان حکمرانوں کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگتی وہ اس احتجاج کے دوران ایسے گم سم ہوجاتے ہیں جس کو قرآن نے یوں فرمایا:

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ

بہرے اندھے گونگے کہ وہ پھر (اللہ کی طرف) آنے والے نہیں۔

عالمی جنگوں کے بعد مسلم ممالک تباہ کرنے کی سازش

دوسری عالمی جنگ کے بعد کفار تو سنبھل گئے کہ ۱۹۴۵ء کے بعد سے یورپ کے تمام ممالک پر امن زندگی گزار رہے ہیں جب کہ ۱۹۴۵ء کے بعد جو ممالک تباہ و برباد ہوئے ان میں فلسطین، لبنان، شام، عراق، مصر، لبنان، یمن، افغانستان، بلغاریہ اور کئی افریقی براعظم کے ممالک شامل ہیں، ان تمام ممالک کی تباہی و بربادی کو عرب کے ممالک جو مال دار ممالک بھی کہلاتے ہیں مگر ان کے مالی اثاثے امریکہ یا یورپ کے بینکوں میں ہیں وہ تماش بین کی طرح تماشا دیکھتے رہے اور کسی ایک ملک نے بھی ان ممالک کی تباہ کاری کے دوران مسلمانوں کی مدد نہ کی، ہاں یہ اعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہے کہ افغانستان کے ۳۰ لاکھ لوگوں کو ۲۰ سال تک اپنے ملک میں پناہ دی ان کے کھانے پینے کا خرچہ اُٹھایا اور جہاں تک ممکن ہوا عوام الناس نے احتجاج بھی کیا جو وہ کر سکتے تھے، اسی طرح دنیا میں جہاں کہیں اسلام کے خلاف کوئی حرکت ہوئی تو صرف پاکستان کے عوام نے بھر پور احتجاج کیا اور بعض وقت احتجاج کے دوران جام شہادت بھی نوش کیا۔

"عالمی سازشوں کے تحت اسلام کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز کے لیے سد باب"

کفار اپنا کام کرتے رہیں گے یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا مگر دنیا کے صاحبانِ ایمان لوگ اس کا قلمی رد کرتے رہیں گے اور ان کے خلاف احتجاج بھی کرتے رہیں گے کہ ناموس رسالت، ناموس قرآن، ناموس توحید باری تعالیٰ کا دفاع کرنا مسلمان کے لیے جہاد ہیں اور عوام الناس اس جہاد سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے مگر تمام سربراہان اسلامی ممالک سے یہ چند گزارشات ہیں۔

"سربراہانِ اسلامی ممالک سے چند گزارشات"

۱) اگر آپ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں تو اوپر پیش کی گئی آیات کا بغور مطالعہ کریں، غیر مسلموں سے دوستی چھوڑیں، تمام مسلم ممالک سے دوستی مضبوط کریں اور اقوام متحدہ میں ۵۷ ممالک کی طرف سے ایک قرارداد پیش کی جائے کہ کسی ایک مسلم ملک کو بھی سپر پاور تسلیم کیا جائے اور اس کو بھی ویٹو پاور دی جائے ورنہ ہم اپنا الگ ادارہ "United Nation of Muslim Umma" بنائیں گے اور اس UNO کو چھوڑ دیں گے۔

۲) تمام مسلم ممالک کی فوج ایک کردی جائے جیسے کہ یورپ کے ممالک کی ایک فوج ہے۔

۳) تمام ممالک اپنی ایک کرنسی کردیں اور اس کرنسی سے لین دین کریں۔

۴) مسلم ممالک تمام مسلمانوں کے لیے دروازے کھول دیں یعنی VISA کی شرط ختم کردیں جس طرح یورپ میں ایک دوسرے کے ممالک میں بآسانی جایا جاسکتا ہے۔

۵) تمام اسلامی ممالک پہلے اپنے مسلمانوں سے تجارتی لین دین کریں، خاص کر کھانے کی تمام اشیاء پہلے اپنوں کو بیچیں تاکہ تمام دولت ہمارے مسلم ممالک کے پاس ہی رہے۔

۶) تمام اسلامی ممالک مل کر ایک قرارداد پاس کریں کہ اگر کسی فرد نے ہمارے اسلام کے قوانین کے خلاف کوئی بات کی یا قرآن یا رسول و نبی کے خلاف کوئی گستاخی کی تو اس کو ہمارے حوالے کیا جائے گا تاکہ ہم اسلامی احکام کی روشنی میں اسے سزا دے سکیں، اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم تجارتی لین دین فوراً منسوخ کردیں گے۔

۷) جہاں جہاں مسلمان اپنی آزادی کی جدوجہد میں مصروف ہیں ان کو ایک سال کے اندر اندر آزاد کیا جائے ورنہ جو ملک مسلمانوں پر تشدد کررہا ہوگا اس ملک کے خلاف ۵۷ ممالک کی متحدہ فوج کارروائی کرکے بدلہ لے گی۔

آخر میں اسلامی ممالک کے مسلمانوں سے بھی کچھ التجائیں ہیں۔

اسلامی ممالک کے مسلمانوں سے التجا

۱) اسلامی تہذیب وتمدن کو قائم کریں جو جس ملک میں رہتا ہے وہ وہاں کے اعتبار سے اسلامی اقدار کی

پاسداری کرے اور اسلامی تہذیب کو اُجاگر کرے کہ ہم ہی دنیا کو بتائیں گے کہ ہم نے دنیا میں کس طرح رہنا ہے۔

۲) غیر اسلامی تمدن اور رواج کو اپنی صفوں سے نکال دیں کہ ہم کو اللہ پاک کو جواب دینا ہے اور اس وقت ہمارا حساب و کتاب صرف اور صرف قرآن وسنت کی روشنی میں کیا جائے گا کہ قرآن نے ہم کو متعدد بار اس بات سے آگاہی دی کہ اپنے ہر کام میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔

۳) تمام صاحبِ مال مسلمان افراد سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے مالی اثاثے اپنے مسلم ملکوں میں ہی رکھیں تا کہ اپنے ملک میں آپ کے مال سے آپ کے لوگوں کے لیے ذریعہء معاش کا بندوبست کیا جائے۔

۴) ہر کوئی اتنا سچا مسلمان بن جائے کہ اسے کبھی کسی کو یقین دلانے کے لیے قسم نہ اُٹھانی پڑے، بس آپ کا مسلمان اور مومن ہونا ہی کافی ہو۔

۵) اپنے ایمان کا تحفظ کیجیے اور اپنی اولاد کے تحفظ کا بھی سامان کیجیے کہیں قیامت میں آپ کی اولاد آپ کا گریبان پکڑ کر اللہ کی بارگاہ میں یوں پیش نہ کردے کہ اے اللہ ان سے پوچھ، انھوں نے مجھے دین اسلام کیوں نہیں سکھایا تھا۔

خدا کرے کہ میرا، آپ کا اور ہر مسلمان کا خاتمہ اس شعر کے مفہوم پر ہو۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور دورانِ زندگی اس شعر کا مصداق بن کر رہیں۔

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضاؔ تم پہ کروڑوں درود

آخر میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی فکر پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے مُلک و نَسَب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

❁❁❁



چو مرغِ گم نخل جاں سوزد

بہارم را خزاں سوزد !

فارسی کلام: احمد رضا خاں، رضاؔ بریلوی............اردو ترجمہ: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ
پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ

"یارسول اللہ! میری مدد فرمائیں کہ میں اپنے اعمال پر حیران ہوں ...... میں پریشان و پشیمان ہوں یارسول اللہ! میری مدد فرمائیں"

ندارم جز تو ملجائے ندانم جز تو ماوائے
توئی خود ساز و سامانم اغثنی یا رسول اللہ

"یارسول اللہ! میرا آپ کے سوا نہ کوئی ٹھکانہ ہے نہ ہی کوئی پناہ گاہ......بس آپ ہی میرا ساز و سامان، سہارا، اور وسیلہ ہیں، میری مدد فرمائیں"

شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن
مریضِ دردِ عصیانم اغثنی یا رسول اللہ

"اے بادشاہوں کے بادشاہ! مجھ بے کس کو بھی نوازیں......اے طبیبوں کے طبیب! میں دردِ گناہ کے مرض میں مبتلا ہوں، مجھے اس سے شفاء عطا فرمائیں، یارسول اللہ میری مدد فرمائیں"

ز رفتم راہ بینایاں فتادم در چہ عصیاں
بیا اے جبلِ رحمانم اغثنی یا رسول اللہ

"یارسول اللہ! میں اہلِ نظر کی راہ پر نہ چلنے کے سبب گناہوں کے کنویں میں جا گرا......اے پہاڑوں جیسی وسیع و عریض رحمتِ الٰہی کے مظہر! آئیں، میری مدد فرمائیں"

گنہ بر سر بلا بارد دلم دردِ ہوا دارد
کہ داند جز تو درمانم اغثنی یا رسول اللہ

"گناہوں کی بارانِ مصیبت سر پر برس رہی ہے، دل خواہشاتِ نفسانی کے درد کا شکار ہے......میرا علاج آپ کے سوا کون جانتا ہے، یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیں"

اگر رانی و گر خوانی غلامم آنتَ سلطانی
دگر چیزے نمی دانم اغثنی یا رسول اللہ

"آپ میرے آقا و مولیٰ ہیں، میں آپ کا غلام، میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا...... آپ چاہیں تو نظر انداز فرمائیں، آپ چاہیں تو بلا کر نوازیں، یارسول اللہ! میری مدد فرمائیں"

✪

بکہف رحمتم پرور ز قطمیرم منہ کم تر
سگِ درگاہِ سلطانم اغثنی یا رسول اللہ

یارسول اللہ! مجھے اپنی رحمت کے سائے میں رہنے دیں، کہ میری نسبت، اصحابِ کہف کے کتے (قطمیر) سے کمتر نہ رہے...... میں بھی تو اپنے آقا کے در پر پڑا رہنے والا کتا ہوں، میری مدد فرمائیں"

✪

گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد
مدد اے آبِ حیوانم اغثنی یا رسول اللہ

"میں گناہوں کی آگ میں سلگ رہا ہوں، جس کی تپش سے تن بدن میں قیامت برپا ہے...... آپ کی مدد میرے لیے آبِ حیات ہے، یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیں"

✪

چو مرگم نخل جاں سوزد بہارم را خزاں سوزد
نہ ریزد برگ ایمانم اغثنی یا رسول اللہ

"خزاں کے سبب جب بہار اُجڑنے لگے، اور موت کے سبب میری جان جانے کو ہو...... تو یارسول اللہ! میرا شجرِ ایمان سلامت رہے، ایک پتہ بھی نہ جھڑنے پائے، میری مدد فرمائیں"

✪

چو محشر فتنہ انگیزد بلائے بے اماں خیزد
بجویم از تو درمانم اغثنی یا رسول اللہ

"جب قیامت کا ہنگامہ برپا ہو، اور اس مصیبت میں کسی کو کہیں پناہ نہ ملے...... یارسول اللہ! میں تو آپ ہی کو تلاش کروں گا کہ آپ کے سوا میرا کوئی چارہ گر نہیں، میری مدد فرمائیں"

✪

پدر را نفرتے آید پسر را وحشت افزاید
تو گیری زیر دامانم اغثنی یا رسول اللہ

"جب قیامت میں باپ کو بیٹے سے نفرت اور بیٹے کو باپ سے وحشت آئے گی...... تو ایسے میں یارسول اللہ! آپ مجھے دامن میں چھپا کر میری مدد فرمائیں"

✪

عزیزاں گشتہ دور از من ہمہ یاراں نفور از من
دریں وحشت ترا خوانم اغثنی یا رسول اللہ

"یارسول اللہ! میرے سارے عزیزوں نے چھوڑ دیا، سبھی یار روٹھ گئے...... بے رُخی کی اس گھبراہٹ میں آپ ہی کو پکارتا ہوں، میری مدد فرمائیں"

گدائے آمد اے سلطاں بامید کرم نالاں
تہی داماں مگر دانم اغثنی یا رسول اللہ

"اے کریم آقا! یہ فقیر کرم کی اُمید لیے روتے ہوئے حاضرِ خدمت ہے...... یا رسول اللہ! میں کچھ نہیں جانتا، مجھے خالی دامن نہ لوٹائیں، میری مدد فرمائیں"

اگر می را نیم از در بمن بنما درے دیگر
کجا نالم کرا خوانم اغثنی یا رسول اللہ

"اگر آپ کے درِ اقدس پر فریاد نہ کریں تو دوسرا کونسا دربار ہے...... ہم کہاں رو رو کر اپنی التجائیں پیش کریں؟ بس یا رسول اللہ! آپ میری مدد فرمائیں"

گرفتارم رہائی دِہ مسیحا مومیائی دِہ
شکستم رنگِ سامانم اغثنی یا رسول اللہ

"مجھے بیماریِ عصیاں سے نجات اور قیدِ غم سے رہائی عطا فرمائیں کہ آپ ہی میرے مسیحا ہیں...... مجھ شکستہ کی زندگی بے رنگ سی ہوئی جاتی ہے، یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیں"

رضاؔ ئیت سائلِ بے پرتوئی سلطانِ لَا تَنْہَر
شہا بہرے ازیں خوانم اغثنی یا رسول اللہ

"آپ کا یہ احمد رضاؔ تو درِ اقدس کا مجبور و بے بس سوالی ہے، اور آپ ایسے آقا ہیں کہ کسی مجبور و بے بس کو مایوس نہیں فرماتے...... یا رسول اللہ! میں اسی لیے مصیبت میں آپ کو پکارتا ہوں، میری مدد فرمائیں"

(حدائقِ بخشش، حصہ دوم، مطبوعہ سنہ ۲۰۰۴ء لاہور، ص: ۸۲)

مجدد مائۃ ماضیہ، مجدد مائۃ حاضرہ اور مجدد مائۃ مستقبلہ تنہا امام احمد رضا ہی ہیں

(پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن)

"میں امام احمد رضا کو مجدد مائۃ ماضیہ، مجدد مائۃ حاضرہ اور مجدد مائۃ مستقبلہ مانتا ہوں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ کے تجدیدی نقوش اتنے عمیق اور اتنے محیط ہیں کہ میرا ایمان ہے کہ آنے والی صدیوں تک آپ ہی استقامت کے ساتھ علمی دنیا میں تنہا کھڑے نظر آئیں گے"۔

(امام احمد رضا کانفرنس 2021 منعقدہ کراچی سے صدارتی خطاب)

(بلاتبصرہ)

فاضلِ بریلوی نے فرمایا!



(انتخاب وترتیب: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری)

"یومِ میت، سوم، دہم اور چہلم کا کھانا"

"میّت کے یہاں جو لوگ جمع ہوتے تھے اور ان کی دعوت کی جاتی ہے اس کھانے کی تو ہر طرح ممانعت ہے، اور بغیر دعوت کے جمعراتوں، چالیسویں، چھ ماہی، برسی میں جو بھاجی کی طرح اغنیا کو بانٹا جاتا ہے وہ بھی اگرچہ بے معنی ہے مگر اس کا کھانا منع نہیں، بہتر یہ ہے کہ غنی نہ کھائے اور فقیر کو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہی اس کے مستحق ہیں، اور ان سب احکام میں وہ جس نے اپنی موت اپنی حیات میں کردی اور جس نے نہ کی سب برابر ہیں، اور اپنے یہاں موت ہو جائے تو اپنا کھانا کھانے کی کسی کو ممانعت نہیں اور چالیس دن کے بعد بھی جمعراتیں ہوسکتی ہیں، اللہ کے لیے فقیروں کو جب اور جو کچھ دے ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ہفتم، مطبوعہ ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۶ء کراچی، ص: ۶۶۷)

✪

"میّت کے گھر کا وہ کھانا (جو اہل میت سوم تک بطور مہمانی پکاتے ہیں) تو البتہ بلاشبہہ ناجائز ہے جیسا کہ فقیر نے اپنے فتوے میں مفصلاً بیان کیا، اور سوم کے چنے بتاشے کہ بغرض مہمانی نہیں منگائے جاتے بلکہ ثواب پہنچانے کے قصد سے ہوتے ہیں، یہ اس حکم میں داخل نہیں، نہ میرے اس فتوے میں ان کی نسبت کچھ ذکر ہے۔ یہ اگر مالک نے صرف محتاجوں کے دینے کے لیے منگائے اور یہی اس کی نیت ہے تو غنی کو ان کا بھی لینا ناجائز اور اگر اس نے عام حاضرین پر تقسیم کے لیے منگائے تو اگر غنی بھی لے لے گا تو گنہگار نہ ہو گا، اور یہاں بحکم عرف و رواج عام حکم یہی ہے کہ وہ خاص مساکین کے لیے نہیں ہوتے تو غنی کو بھی لینا ناجائز نہیں، اگرچہ احتراز زیادہ پسندیدہ، اور اسی پر ہمیشہ سے اس فقیر کا عمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ہفتم، مطبوعہ ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۶ء کراچی، ص: ۶۶۷)

✪

"(طعام المیت یمیت القلب) یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنٰی یہ ہیں کہ جو طعام میّت کے متمنّی رہتے ہیں ان کا دل مرجاتا ہے۔ ذکر و طاعت الٰہی کے لیے حیات و چستی اس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لیے موتِ مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اس کی لذت میں شاغل۔ واللہ تعالیٰ اعلم" (ایضاً، ص: ۶۶۳)

امام احمد رضا بحیثیت سائنسدان

ترتیب و تحقیق: مجلسِ علمی
(عالمی مرکز فیضان مدینہ، کراچی)

امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ جس طرح ایک بہترین عالم، مفتی، محدث اور فقیہ تھے اسی طرح آپ کا شمار دنیا کے بہترین مسلم سائنسدانوں میں بھی ہوتا ہے جس کی وجہ آپ کی وہ تحقیقات ہیں جنہوں نے وقت کے بڑے بڑے سائنسدانوں کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کردیا۔ آج سو سال گزرنے کے بعد بھی مختلف علوم وفنون پر آپ کی تحقیقات متلاشیانِ علم کو سیراب کررہی ہیں، آپ نے قرآن وحدیث اور دیگر علوم سمیت سائنس و فلسفہ کے ذریعے بھی اسلام پر ہونے والے حملوں کا بھرپور جواب دیا، یہی وجہ ہے کہ علما ہوں یا سائنسدان سب آپ کے گرویدہ نظر آتے ہیں اور آپ کی تعریف میں کلمات کہنے کو اپنے لیے اعزاز سمجھتے ہیں۔

سائنسی نظریہ وفکر:

امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سائنسی و تحقیقی دنیا میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور اپنی نظر وفکر سے جدید علوم کے دامن کو مالا مال کیا اور اسلام مخالف نظریات کے قلعوں کو مضبوط عقلی و نقلی دلائل کی ضربوں سے زمین بوس کردیا۔ انہیں باطل نظریات میں سے نظریۂ حرکتِ زمین بھی ہے۔ یہ نظریہ فیثاغورث کا تھا، جس کی تائید ریاضیات کے ماہر پروفیسر کاپرنیکس نے کی اور یہ نظریہ پھر سے زندہ ہوا، سن 1880ء اعلیٰ حضرت کے زمانے میں پروفیسر البرٹ آئن اسٹائن نے ایک تجربہ کیا جس سے اس نظریہ کا رد ہوتا تھا لیکن اس نے پھر اس کی ایسی توجیہ کی جس سے یہ نظریہ ثابت ہوگیا۔ مگر بقول سید محمد تقی یہ سائنس کی تاریخ کی سب سے زیادہ غیر عقلی توجیہ تھی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ آئن اسٹائن کے ہم عصر ہیں، انہوں نے آئن اسٹائن و دیگر سائنس دانوں کے افکار و خیالات کی گرفت کی اور ایک سو پانچ دلائل سے نظریہ حرکتِ زمین کو باطل قرار دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

> بعونہ تعالیٰ فقیر نے ردِ فلسفۂ جدیدہ میں ایک مبسوط کتاب مسمّٰی بہ نام تاریخی ''فوزِ مبین'' (1338ھ 1919ء) لکھی جس میں ایک سو پانچ دلائل سے حرکتِ زمین باطل کی اور جاذبیت و نافریت وغیرھا مزعومات فلسفۂ جدیدہ پر وہ روشن رد کیے جن کے مطالعے سے ہر ذی انصاف پر بحمدہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہوجائے کہ فلسفۂ جدیدہ کو اصلاً عقل سے مس نہیں۔ (الکلمۃ الملہمہ)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی علمی بصیرت:

امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے علوم دینیہ کے علاوہ صرف سائنسی علوم وفنون کے متعلق جو کتابیں تصنیف کیں ان کی تعداد 150 تک پہنچتی ہے۔اعلیٰ حضرت نے علوم سائنس میں اپنی مشاقی کی بنیاد پر ان علوم کی قدآور شخصیات بابائے طبیعات ڈیموقریطس (۳۷۰ قبل مسیح)، بطلمیوس (قبل مسیح)، ابن سینا (۹۸۰ تا ۱۰۳۷ء)، نصیر الدین طوسی (متوفی ۱۲۷۴ء)، کوپرنیکس (۱۴۷۳ء تا ۱۵۴۲ء)، کیپلر (۱۵۷۱ء تا ۱۶۳۰)، ولیم ہرشل (سترہویں صدی عیسوی)، نیوٹن (متوفی ۱۷۲۷ء)، ملاجونپوری (متوفی ۱۶۵۲ء)، گلیلیو (۱۶۴۲ء)، آئن اسٹائن (۱۸۷۹ء تا ۱۹۵۶ء) اور البرٹ ایف پورٹا (۱۹۱۹ء) کے نظریات کا رد اور ان کا تعاقب کیا ہے۔جبکہ ارشمیدس (۲۱۲ ق۔م) کے نظریہ وزن، حجم وکمیت، محمد بن موسیٰ خوارزمی (۲۱۵ھ، ۸۳۱ء) کی مساوات الجبراء اور اشکال جیومیٹری، یعقوب الکندی (۲۳۵ھ، ۸۵۰ء)، امام غزالی (۱۰۵۹ء تا ۱۱۱۲ء)، امام رازی (۵۴۴ھ تا ۶۰۶ھ) کے فلسفہ الٰہیات، ابوریحان البیرونی (۳۵۱ھ تا ۴۴۰ھ)، ابنِ ہیثم (۴۳۰ھ)، عمر الخیام (۵۱۷ھ)، کے نظریات ہیت و جغرافیہ، ڈیموقریطس کے نظریہ ایٹم اور جے جے ٹامس کے نظریات کی تائید کی اور دلائل عقلیہ سے پہلے آیات قرآنیہ پیش کیں۔جس کا مشاہدہ امام احمد رضا کی ان علوم پر لکھی گئی کتابوں سے کیا جاسکتا ہے۔

(بحوالہ: روزنامہ نوائے وقت، 27دسمبر 2013)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مہارت:

باطل نے جس محاذ پر دین اسلام پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی چاہے تھیوریز (theories) اور نظریات کا لبادہ اوڑھ کر، چاہے فیشن وتہذیب کا بھیس بدل کر، چاہے فلسفہ اور سائنس کا روپ دھار کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسے ہر موڑ پر پسپا کیا اور باطل کے دامِ فریب کو تار تار کیا۔اعلیٰ حضرت نے اپنے رسالے (فوز مبین) میں عقلی ونقلی دلائل سے زمین کی گردش کی نفی کی ہے اور تمام قدیم وجدید فلاسفہ خصوصاً کا پرنیکس، کیپلی لونیٹن، البرٹ، ایف پورٹا اور آئن اسٹائن وغیرہ کا رد کیا۔

یقیناً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو کیمسٹری، فزکس، جغرافیہ، اسٹرونوی اور ریاضی کے مختلف شعبوں، ڈائنامکس، اسپٹکس، بائر الجبرا اور سعولڈ جیومیٹری میں بے پناہ مہارت تھی اور انہوں نے مختلف تھیوریوں مثلاً ماش اینڈ ویٹ، حجم، اسپیفک گریویٹی، اٹریکشن زبلیشن گریوشینل فورس، سینٹرل، ٹیبل، سینٹری، فیوگل فورس اور میتھ میٹکس کی مختلف تھیوریوں اور نکات کو آپ نے اس طرح پیش کیا کہ علوم عقلیہ میں جتنے مضامین (subjects) آج کی یونیورسٹیوں میں رائج ہیں ان سب کا محقق دنگ رہ جائے گا۔ (ماہنامہ سنی دنیا، ہند)

امام شیخ یوسف النبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ:

''لبنان'' کے مفتیء اعظم حضرت علامہ یوسف النبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ جات کو پڑھ کر فرمایا کہ وہ ایک عظیم انسان تھے اور سائنسی علوم کے بھی ماہر تھے۔

مفتی علی بن حسن مکی رَحْمَۃُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہ:

''مکہ شریف'' کے مفتی علی بن حسن مکی رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ احمد رضا خان کو تمام مذہبوں کی سائنس پر عبور ہے۔

پروفیسر عبدالشکور شاد:

''افغانستان'' کی مشہور ''کابل یونیورسٹی'' کے پروفیسر عبدالشکور شاد نے اپنے تاثرات میں کہا کہ مولانا احمد رضا خان کی تمام تحریروں اور تصانیف کو جمع کرنے اور کیٹیلاگ کی شکل میں جمع کرنے اور ہندوستان، پاکستان اور افغانستان کی لائبریریوں میں رکھنے کی سخت ضرورت ہے۔

(روزنامہ جنگ، 5 دسمبر 2016)

ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان:

ملکِ پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے والے دور حاضر کے عظیم سائنسدان ڈاکٹر عبد القدیر خان بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللہ تعالٰی عَلَیْہ کی علمی بالخصوص سائنسی تحقیقات کے معترف ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے تاثرات کا اظہار بھی فرماتے رہتے ہیں، آپ نے ''روزنامہ جنگ''میں باقاعدہ ایک پورا کالم ''فقید المثال مولانا احمد رضا خان بریلوی'' کے عنوان سے تحریر کیا جس میں آپ اعلیٰ حضرت کی علمی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نے لاتعداد سائنسی موضوعات پر مضامین و مقالے لکھے ہیں۔ آپ نے تخلیقِ انسانی، بائیو ٹیکنالوجی و جنیٹکس، الٹراساؤنڈ مشین کے اصول کی تشریح، پی زوالیکٹرک کی وضاحت، ٹیلی کمیونیکشن کی وضاحت، فلوڈ ڈائنامکس کی تشریح، ٹوپولوجی (ریاضی کا مضمون)، چاند و سورج کی گردش، میٹرالوجی (چٹانوں کی ابتدائی ساخت)، دھاتوں کی تعریف، کورال (مرجان کی ساخت کی تفصیل)، زلزلوں کی وجوہات، مد و جزر کی وجوہات، وغیرہ تفصیل سے بیان کی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنے دور کے فقیہ، مفتی، محدّث، معلم، اعلیٰ مصنف تھے۔

(روزنامہ جنگ، 5 دسمبر 2016)

تصنیفاتِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی عَلَیْہ:

امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی عَلَیْہ کو اللہ پاک نے علم و فضل کا وہ خزانہ عطا فرمایا تھا آپ نے جس بھی علم یا فن پر قلم اٹھایا، تحقیق کے وہ دریا بہا دیئے کہ اس علم و فن کے ماہرین بھی حیران و پریشان ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کے علم و فضل کا اعتراف کرتے چلے گئے اور کیوں نہ کرتے کہ جہاں یہ ماہرین اپنی عقل و خرد سے ایسے مسائلِ جدیدہ کا استخراج کرتے جو بعض اوقات قرآن وسنت کے ہی خلاف ہوتے، وہیں امام اہلسنت فاضل بریلوی رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی عَلَیْہ قرآن وسنت کے ذریعے ان مسائلِ باطلہ کا رد فرماتے اور مزید قرآن وسنت کی روشنی میں مسائلِ قدیمہ وجدیدہ پر ایسا کلام فرماتے کہ اپنے وقت کے سائنسدان بھی آپ کی

تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اعلیٰ حضرت کو کم وبیش 100 سے زیادہ علوم پر دسترس حاصل تھی اور آپ کی تصانیف کی تعداد 1000 سے زائد ہے جو کہ مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہے۔ جہاں آپ نے دینی علوم پر تصانیف لکھ کر امت مسلمہ کو فائدہ پہنچایا وہیں دنیوی علوم پر آپ کی تصانیف آپ کی مہارت تامہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ چند تصانیف کے نام درج ذیل ہیں۔

علم سائنس:

''الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ لوہاء فلسفۃ المشئمۃ''، ''فوز مبین در حرکت زمین''، ''معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین''۔

علم توقیت:

البرہان القویم علی العرض والتقویم، الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ، تسہیل تعدیل، اوقات صلوٰۃ مکہ معظّمہ، استخراج تقویمات کواکب، طلوع وغروب نیّرین، سیول کواکب و تعدیل الایام، حاشیہ زبدۃ المنتخب فی العمل بالربع، وغیرہ

علم ہیئت:

استخراج اصول قمر، الکسریٰ العشری، معدن علومی درسنین ہجری وعیسوی وروحی، طلوع وغروب کواکب وقمر، قانونِ رؤیت اہلّہ، رؤیۃ الہلال، مقالہ مفردہ درنسبت نعفین وجزر

علم حساب:

کلام الفہیم فی سلاسل الجمع والتقسیم۔ وغیرہ

علم ھندسہ:

الاشکال الاقیدس لنکس اشکال اقلیدس، اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا، الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ

علم ریاضی:

عزم البازی فی جواہر الریاضی، ستین و لورگارم، جداول الریاضی، مبحث المعادلہ ذات الدرجۃ الثانیہ، زاویۃ الاختلاف المنظر، وجوہ زوایا مثلث کردی۔ وغیرہ

علم جفر:

الجداول الرضویۃ لاعمال الجفریۃ، الرسائل الرضویۃ للمسائل الجفریۃ، اسہل الکتب فی جمیع المنازل۔ وغیرہ

(حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی، ڈاکٹر مسعود احمد)

امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تحریرات وتحقیقات کو پڑھ کر یہ بات واضح ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو علم وحکمت کی دولت سے مالا مال کیا تھا اور آپ نے اپنی ساری زندگی علم کی خدمت میں صَرف کردی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی علوم میں بھی مہارت عطا فرمائی، جہاں دنیا آپ کو ایک عالم، مفتی، محدّث کے طور پر جانتی ہے، وہیں آپ کی سائنسی، جغرافیائی اور دیگر تحقیقات کی بھی معترف ہے۔ اگر ہم فاضل بریلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زندگی پر نظر دوڑائیں تو آپ کی ذات میں اللہ ورسول کی محبت سب سے نمایاں نظر آتی اور یہی اس فضل وکمال کا سبب بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہمارے بے حساب مغفرت ہو۔ آمین

بحوالہ:

(www.dawateislami.ne/blog/imam-ahmed-raza khan-bahesiyat-e-sciencedan)

امام احمد رضا "مُجَدِّد" کیوں اور کیسے!

علامہ محمد اسماعیل شمسی
رکن علماء بورڈ، بنگلور، انڈیا

ابتدائے اسلام سے آج تک ہر صدی کے آخر میں بڑے بڑے فتنے ظاہر ہوئے جن پر قابو پانے کے لیے اللہ پاک نے غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل اپنے مخصوص بندوں کو بھیجا جنھوں نے دینِ اسلام کی تعلیمات کو نئے سِرے سے تر و تازہ کرکے مسلمانوں تک پہنچایا۔ صدی کے آخر میں تشریف لاکر دینِ اسلام کو باطل کی آمیزش سے پاک کرنے والی مخصوص صِفات کی حامل ان شخصیات کو "مُجَدِّد" کہا جاتا ہے۔ اس عظیم خدمت کیلئے ۱۴ ویں صدی ہجری میں اللہ پاک نے ہندوستان کے شہر بریلی سے ایک عظیم عاشقِ رسول کو منتخب فرمایا جنہیں دنیا امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔

مُجَدِّد کی تعیین کیسے ہوتی ہے ؟:

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کسی بزرگ کے مُجَدِّد ہونے کا فیصلہ ان کے ہم زمانہ عُلما کے بیان سے ہوتا ہے جو ان بزرگ کی دینی خدمات اور ان کے علم سے لوگوں کو پہنچنے والا فائدہ دیکھ کر اپنے غالب گمان کے مطابق انہیں مُجَدِّد قرار دیتے ہیں"۔

(اَلتَّنْبِئَۃ، ص:62)

مفتی شریف الحق امجدی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"کسی (مخصوص فرد) کے مُجَدِّد ہونے پر اب کوئی دلیلِ مَنصُوص (یعنی قرآن و حدیث کی دلیل) نہیں ہوسکتی، وحی کا سلسلہ مُنْقَطِع ہے۔ اب یہی دلیل ہے کہ اس عَہْد کے علما، عوام، خَواص جسے مُجَدِّد کہیں وہ مُجَدِّد ہے"۔

(فتاویٰ شارح بخاری، 3/350)

امام احمد رضا کے مُجَدِّد ہونے کا اعلان:

سب سے پہلے 1318ھ میں پٹنہ شہر میں منعقدہ ایک عظیم اجلاس جس میں اس وقت کے تمام اکابرِ اہلِ سنّت موجود تھے، اس میں حضرت علامہ قاضی عبدالوحید صاحب رحمۃُ اللہ علیہ نے امامِ اہلِ سنّت کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا جس کا ایک مصرع یہ ہے ع

مُجَدِّدُ عَصْرِهٖ اَلْفَرْدُ الْفَرِيْد

(یعنی یہ اپنے زمانے کے مُجَدِّد اور یکتا و یگانہ ہیں)

اسی اجلاس میں خانقاہِ قادریہ بدایوں شریف کے سجّادہ نشین مُطیعُ الرّسول مولانا شاہ عَبْدُ الْمُقْتَدِر قادری رحمۃُ اللہ علیہ نے امامِ اہلِ سنّت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا:

"جناب عالِم اہلِ سنّت، مُجَدِّدِ مائۃ حاضرۃ (موجودہ

صدی کے مُجدِّد) مولانا احمد رضا خان صاحب"۔

ان دونوں بزرگوں کے یہ ارشادات سُن کر تمام علما نے قبول فرمایا، کسی نے رد و انکار نہیں فرمایا۔ یہ حقیقت میں ہندوستان کے علمائے اہلِ سنّت کا اس پر اجماع ہے کہ ۱۴ ویں صدی کے مُجدِّد اعلیٰ حضرت ہیں۔

(فتاویٰ شارحِ بخاری، 3 / 357 ملخصاً)

سورج سے زیادہ روشن:

مَلِکُ الْعُلَماء، خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ بات سورج سے زیادہ روشن ہے کہ امامِ اہلِ سنّت کے زمانے کے علما و مشہور شخصیات نے آپ کے عُلوم سے لوگوں کو پہنچنے والا فائدہ دیکھ کر آپ کو مُجدِّد مانا۔ اگر ان تمام حضرات کے صرف نام ہی لکھے جائیں جنھوں نے آپ کو مُجدِّد مانا تو اس کے لیے ایک دفتر درکار ہو"۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 3 / 151 تسہیلاً)

مُحْیِ سنّت اور مُجدِّد اس صدی کے آپ ہیں
اے امامِ مفتیاں احمد رضا خاں قادری

(قبالۂ بخشش، ص:352)

مُجدِّد کی پانچ علامات:

مُجدِّد کی علامات کی روشنی میں امامِ اہلِ سنّت کی صفات اور تجدیدی کارنامے تفصیلاً بیان کرنے کے لیے سیکڑوں صفحات درکار ہیں۔ شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر کی روشنی میں اختصار کے ساتھ امامِ اہلِ سنّت کی ذات میں پائی جانے والی مُجدِّد کی پانچ علامات ملاحظہ فرمایئے:

پہلی علامت: مُجدِّد وہ ہوگا جو ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے ابتدائی حصہ میں موجود ہو۔

امامِ اہلِ سنّت کی ولادت 10 شوال 1272ھ بروز پیر جبکہ وصال 25 صفر 1340ھ جمعۃ المبارک کے دن ہوا۔ اس طرح آپ نے 13 ویں صدی ہجری کے 28 سال 2 مہینے 20 دن جبکہ 14 ویں صدی کے 39 سال 1 مہینہ 25 دن پائے۔

دوسری علامت: مُجدِّد اپنے علم و فضل، وَرَع و تقویٰ، اِسْتِقامتِ فی الدِّین، تحریر اور تقریر میں ایسا یکتا ہو کہ عوام و خواص سب اپنی دینی ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں اور سب اس کی باتوں کو تسلیم کرتے ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے 8 سال کی عمر میں وِراثت (Inheritance) کا ایک صحیح مسئلہ تحریر فرمایا۔ 10 سال کی عمر میں "ہِدَایَۃُ النَّحْو" کی عربی شرح لکھی۔ شعبان 1286ھ میں اس وقت کے دینی نِصاب میں مُروَّجہ تمام عُلومِ دَرسِیہ سے فراغت کے بعد 13 سال 10 مہینے 4 دن کی عمر میں والدِ ماجد نے آپ کو فتویٰ لکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ 13 ویں صدی کے اختتام تک آپ اَلسَّعْیُ الْمَشْکُور، ضَوْءُ النِّہَایَۃ، اِعْتِقادُ الْاَحْبَاب، اَنْفَسُ الْفِکْر، مَطْلَعُ الْقَمَرَیْہ اور اِقَامَۃُ الْقِیامَۃ سمیت کئی اہم اور تحقیقی رسائل سمیت ہزاروں سوالات کے جوابات لکھ چکے تھے۔

1295ھ میں جب آپ کی عمر کا 23 واں سال جاری تھا، پہلے سفرِ حج کے لیے حرمینِ طیبین حاضر ہوئے تو شیخ حسین بن صالح رحمۃُ اللہ علیہ کی درخواست پر ان کے رسالے اَلْجَوهَرَةُ الْمَضِيَّةُ کی عربی شرح اَلنَّيِّرَةُ الوَضِيَّةُ صرف 2 دن میں تحریر فرمائی جسے پڑھ کر عُلمائے کرام حیرت زدہ ہوگئے اور آپ کے انوارِ علم کا اعتراف کیا۔

الغرض 13 ویں صدی کے آخر تک آپ کے علم و فضل کی شہرت سرزمینِ ہند سے لے کر ارضِ حجاز تک پہنچ چکی تھی۔ عوام تو عوام، مشہور علمائے کرام بھی اہم معاملات اور مذہبی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنے لگے تھے۔

تیسری علامت: دینی عُلوم وفنون اور جو علوم وفنون دینی علوم وفنون کے لیے ذریعہ ہیں، سب کا جامع، ماہر اور سب کی تنقید وتصویب کا مَلَکَۂ تامَّہ (مکمل صلاحیت) رکھتا ہو۔

اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا جو بھی مطالعہ کرے گا اس پر واضح ہوجائے گا کہ آپ تمام عُلوم وفُنُون میں، خواہ دینی ہوں یا دنیوی، سب میں مہارت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً 51 یا 52 عُلوم وفُنُون میں آپ نے تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں اور ہر تصنیف اپنی جگہ بے مثال ولاجواب ہے۔

صرف فتاویٰ رضویہ کو لے لیجیے۔ جدید ترتیب اور تخریج کے بعد اس کی 30 ضخیم جلدیں ہیں۔ کہنے کو تو یہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے مگر حقیقت میں علمِ قرآن، تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، اسمائے رِجال، لُغت، علمِ بیان، مَعانی، بدیع، فقہ، اصولِ فقہ، رَسم المفتی، صَرف، نَحو، علمِ کلام، سِیَر، تاریخ، تَصَوُّف، حساب، ہَیْئَت، علمِ توقیت، جغرافیہ، ہَیْئَتِ قدیم، ہَیْئَتِ جدید، اَخلاق، تجوید، قرات، علمِ فرائض وغیرہ علوم کا خزانہ ہے۔ جس کا جی چاہے مطالعہ کرکے اطمینان کرلے۔ پھر ایسی باریک بحثیں فرمائیں اور عقل کو حیران کردینے والے ایسے ایمان افروز نکات بیان فرمائے کہ بڑے بڑے علما حیران ہیں۔ الغرض مجدّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ تمام علوم وفنون میں یکتائے روزگار، ماہر فائق تھے، خواہ وہ دینی عُلوم ہوں یا دنیوی۔

چوتھی علامت: سنّت کی حمایت ونُصرت اور بدعت کا اِستیصال اور اس کی بیخ کَنی (جڑ سے اُکھاڑنے) میں مصروف ہو۔

14 ویں صدی کے تمام عُلما کے کارناموں اور امامِ اہلِ سنّت کے جو کارنامے اب تک منظرِ عام پر آسکے ہیں ان کا موازنہ کیجیے تو ظاہر ہوجائے گا کہ تنہا اعلیٰ حضرت کے کارنامے پوری صدی کے تمام عُلما کے کارناموں پر بھاری ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ اور رسائل کا مطالعہ کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ایک نہیں سیکڑوں سنّتوں کو زندہ فرمایا، اس کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان سب کو ذکر کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔

سنّت زندہ کرنے کے لیے بدعت کو ختم کرنا ضروری ہے اور بدعت کی دو قسمیں ہیں: اعتقادی اور عملی۔ امامِ اہلِ سنّت نے اعتقادی بدعتوں اور غیر اسلامی عقیدوں کے خلاف تقریباً 500 کتابیں لکھیں اور جزئی طور پر ہزاروں فتاویٰ لکھے جو چھپے ہوئے موجود ہیں۔ عملی بدعات

میں سے آپ نے سجدۂ تعظیمی، عورتوں کی اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری، داڑھی منڈانا یا کترنا، اسلامی وضع چھوڑ کر انگریزوں کی وضع اختیار کرنا وغیرہ سیکڑوں بدعات کی تردید فرمائی اور اپنے روحانی تَصَرُّف سے کروڑوں بندگانِ خدا کو سنّت کا پابند بنا کر بدعتوں سے دور فرما دیا۔

پانچویں علامت: حفاظتِ دین کی ہر ممکن تدبیر اختیار کرے، اسلام دشمن اَفکار اور تحریکات کے خلاف مصروف رہے۔

دین کی حفاظت کرنے، برائیوں کو ختم کرنے کے لیے امامِ اہلِ سنّت نے اپنے خرچ سے کتابیں چھپوائیں، پریس لگایا اور مدارس قائم کیے تاکہ اس مشن کو چلانے والے عُلما تیار ہوں۔ خود درس دے کر باصلاحیت، دین دار مُخْلِص علما تیار کیے، بڑے بڑے اجلاس کیے، عُلما سے گمراہیت کے خلاف تقریریں کروائیں، خود تقریریں کیں اور مختلف تنظیمیں قائم فرمائیں۔ آپ کی قائم کردہ جماعتِ رضائے مصطفیٰ نے اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جب مسلمانوں کو مُرتد بنانے کے لیے باقاعدہ تحریک چلائی گئی تو اس تنظیم نے کروڑوں مسلمانوں کو مُرتد ہونے سے بچایا اور لاکھوں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔

خلاصہ یہ کہ علمائے کرام نے مُجَدِّد کی جو نشانیاں لکھی ہیں وہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ میں مکمل طور پر موجود ہیں جس کی بنا پر عُلمائے عرب وعجم، حِلّ وحَرَم نے آپ کو "14 ویں صدی کا مُجَدِّد" قرار دیا ہے۔

(فتاویٰ شارحِ بخاری، 3/352 ملخصاً)

زور باطل کا، ضَلالت کا تھا جس دم ہند میں
تُو مُجَدِّد بن کے آیا اے امام احمد رضا

(وسائلِ بخشش، ص:32)

علمائے عرب کا مُجَدِّد قرار دینا:

صرف غیر منقسم ہندوستان ہی نہیں بلکہ مکہ مکرّمہ، مدینہ منوّرہ، شام، مصر اور یمن وغیرہ کئی ممالک کے اکابر علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور شُیُوخُ الحدیث نے امامِ اہلِ سنّت کی علمی و دینی خدمات کا اعتراف کیا اور آپ کو مُجَدِّد قرار دیا۔ تفصیل جاننے کے لیے حُسَّامُ الْحَرَمَین اور اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ وغیرہ امامِ اہلِ سنّت کی کتابوں پر عرب دنیا کے عُلمائے کرام کی تقریظات کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں نمونے کے طور پر صرف ایک عرب عالمِ دین، مکہ مکرّمہ میں مسجدُ الحرام شریف کی کتابوں کے محافظ حضرت علامہ مولانا سید اسماعیل خلیل رحمۃُ اللہ علیہ کے تاثرات ملاحظہ فرمائیے۔ حُسَّامُ الْحَرَمَین پر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

" اَقُوْلُ لَوْ قِیْلَ فِیْ حَقِّہٖ اَنَّہٗ مُجَدِّدُ ھٰذَا الْقَرْنِ لَکَانَ حَقّاً وَ صِدْقاً یعنیٰ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ یہ اس صدی کے مُجَدِّد ہیں تو یہ بات ضرور حق اور سچ ہے"۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 3/153)

اللہ پاک امامِ اہلِ سنّت کے فُیُوض و بَرَکات کو مزید عام فرمائے اور تمام مسلمانوں کو آپ کے علمی فیضان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مخلوق خدا کی ہدایت کا ذریعہ

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ (صدارتی انعام یافتہ)

(اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، ریسرچ فیلو، یونی ورسٹی آف ملایا، ملائشیا،
انٹرنیشنل پوسٹ ڈاک فیلو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ، وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ!

ہر دور میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے الوہی تدبیر فرمائی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں بھی ہر فتنے کی سرکوبی کے لیے کئی مردِ مجاہد پیدا ہوئے جنھوں نے باطل نظریات کی بیخ کنی کے لیے اپنی پوری زندگیاں وقف کر دیں۔ انہیں شخصیات میں سے ایک روشن اور درخشندہ ستارہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان ہیں، جن کی مساعی جمیلہ تا قیام قیامت مخلوق خدا کی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔

اللہ کریم نے آپ کو نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عرب وعجم کے ایمان وعقائد کی حفاظت کے لیے اس وقت بھیجا جب تنقیص باری تعالیٰ اور ناموس رسالت پر پے در پے حملے کیے جا رہے تھے اور عقائد ونظریات کے حوالے سے قلوب واذہان میں مغالطے پیدا کیے جا رہے تھے۔ ایسے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کو اپنے اسلاف کے عقائد ونظریات دلائل وبراہین کے ساتھ اپنی تصنیفات و تالیفات میں بیان کیے اور اپنے اشعار کے ذریعے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جام پلائے۔ آپ کی پوری زندگی قرطاس وقلم، تصنیف وتالیف، احقاق حق وابطال باطل کے لیے وقف تھی۔ آپ کا اشہب قلم بے تکان ہر میدان فکر وعمل میں بسرعت دوڑتا رہا اور جس عنوان پر توجہ دی اسے تاریخی بنا دیا۔ فن حدیث میں عظیم محدث، فقہی دنیا میں عظیم فقیہ، تفسیر میں عظیم مفسر، معقولات ومنقولات میں امام معقول و منقول کی حیثیت سے آپ ایک جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔

راقم ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے بانیان بالخصوص قبلہ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ، محسن اہل سنت قبلہ ریاست علی قادری علیہ الرحمہ کی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری مدظلہ العالی اور ان کے تمام رفقاء کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہے کہ ان تمام کی شب وروز کی محنتوں سے ادارہ ہر سال بہتری کی جانب رواں دواں ہے اور پیغام اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں ہمہ تن مصروف ہے۔

مجموعہ درودِ رضویہ

(پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا مرتبہ تصانیفِ رضویہ سے ماخوذ درود شریف کا مجموعہ)

اظہارِ خیال: علامہ مفتی محمد ارسلان رضا خان قادری الازہری
(رضوی دارالافتاء آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف، انڈیا)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بنیادی اذکار میں سے ہے قرآن و احادیث میں اس کی بڑی ترغیبات و تاکیدات آئی ہیں، خود اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں یہ غیر معمولی اعزاز اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مرتبت اور منزلت بخشی ہے اور انسانوں کی ہدایت و قیادت کا کارِ عظیم سونپا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عالم انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور آئیڈیل ہیں آپ نے مسخ شدہ انسانیت اور فطرت کو انسانی اور ربانی پیرہن عطا فرمایا، جاہلانہ رسوم و عادات اور شرکیہ عقائد و عبادات کی نجاستوں میں ملوث انسانیت کو اسلام کا زلال صافی عطا فرما کر اس کی تطہیر فرمائی اور اسے خیر و عافیت اور رافت و رحمت کا گرامی سفیر بنا دیا، انسانی اعلی قدروں جیسے ہمدردی، مساوات، مواخات رحمدلی، صلہ رحمی غرضیکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنی خاص تعلیم و تربیت اور مقدس طرز زندگی سے مستحکم، توانا اور برگزیدہ بنا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت یہ ہے کہ آپ متنوع گوشہائے زندگی میں نبوی عظمتوں کے امین اور انسانی رفعتوں کے تنہا کامل اور مقتدر نمائندہ نظر آتے ہیں اور کیوں نا ہو کہ ارشاد نبوی ہے "ادبنی ربی فاحسن تادیبی"۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احسان شناسی اور وفا شعاری کا تقاضہ ہے کہ ان کو اپنی جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر مانا اور جانا جائے، ایک مومن کے اسی والہانہ تعلق و عقیدت کے اظہار کا ایک معظم وسیلہ صلوٰۃ و سلام ہے۔

وارثین انبیاء کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے مخصوص ذوق و عشق اور ایمان و عرفان سے حضور ﷺ پر مختلف اور متنوع اسالیب پر مشتمل صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی سعادت حاصل کرتے آئے ہیں ان اسالیب اور صیغوں میں حضور ﷺ کے علمی، عملی، اخلاقی اور پیغمبرانہ کمالات اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے مخصوص عنایات و تقربات کا ذکر کرتے ہیں، گویا صلوٰۃ و سلام میں نعت شریف کا عنصر بھی شامل ہے، ایک عاشق اپنی بساط اور توفیق کے مطابق حضور ﷺ کے فضائل و شمائل کا تذکرہ کرتا جاتا ہے اور صلوٰۃ و سلام کی لڑیاں نچھاور کرتا جاتا ہے لیکن فرش والے ان کی شوکت کا علو کیا جانیں، ان فضیلت مآبیوں کا آخر کہاں تک احاطہ کیا جائے جن کے سامنے خود عرش کی عقل دنگ ہے بالآخر ایک مقام پر آ کر اسے محسوس ہوتا ہے کہ نبوی کمالات اور مقدس عشقیہ واردات

کے آگے انسانی تعبیرات کتنے عاجز اور بونے ہیں کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ؎

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

بوصیر کے حسان بھی وصف بیانی اور ثنا خوانی کرتے کرتے آخر ایک مقام پر آ کر یہی کہتے ہیں ؎

فان فضل رسول الله ليس له
حد فيعرب عنه ناطق بفم
اعيى الورى فهم معناه فليس يرى
للقرب و البعد منه غير منفحم

اور قصیدۂ ہمزہ میں فرماتے ہیں: ؎

كل وصف له ابتدات به
استوعب اخبار الفضل منه ابتداء

اسلاف کی اسی با توفیق کڑی کا نام نامی اسم گرامی اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام عشق و محبت امام احمد رضا علیہ الرحمہ ہے اعلیٰ حضرت فکر و فن اور عشق و محبت دونوں کے منصب امامت پر یکساں فائز ہیں آپ کے فکر و فن کی جلوہ سامانیاں ''العطايا النبويه فى الفتاوىٰ الرضويه'' میں ہر منصف ملاحظہ کر سکتا ہے اور عشق و عرفان کے تجلیات ''حدائق بخشش''میں موجود ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری ہر سچے مسلمان کی حضور ﷺ سے جذباتی، ایمانی، اور والہانہ تعلق کی نمائندگی کرتی ہے ایسی نمائندگی جس میں شریعت کا پاس بھی ہے اور ''ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر'' کا مکمل احساس بھی۔

آپ اپنی تصنیفات میں جہاں متعدد علوم و فنون کے راز داں اور امام نظر آتے ہیں، وہیں بحر ذوق و عرفاں کے شناور بھی چنانچہ جب آپ کسی رسالہ کا مقدمہ تحریر فرماتے ہیں تو حمد و صلوٰۃ کے لیے روایتی اور رائج الوقت صیغوں کا استعمال نہیں فرماتے ہیں بلکہ ایسے صیغے اور صفات باری و رسالت تحریر فرماتے ہیں جن میں مقام الوہیت و رسالت کا شرعی پاس بھی ہوگا اور موضوع کی مناسبت کا پورا لحاظ بھی جسے کتابی اصطلاح میں براعت استہلال کہا جاتا ہے آپ کے ذکر کردہ صیغوں اور اسالیب میں جان پرسوز کی جلوہ گری بھی ملتی ہے عشق میں جلے ہوئے دل کے کباب کی بو بھی آتی ہے، پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ یہ الفاظ و اسالیب وظیفہ لب بن کر نہیں حرز جاں بن کر نکلے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایک قاری جب پڑھتا ہے تو اس کے ایمان و ایقان کو ایک عجیب جلا ملتی ہے اور امام سے ایک روحانی اور جذباتی وابستگی محسوس کرنے لگتا ہے آپ کا عاشقانہ اور والہانہ اسلوب علمی اور فنی اضافہ کے ساتھ ساتھ ایک مرشدانہ حیثیت اختیار کر جاتا ہے اور وہ قاری کے وجدان و شعور پر چھا کر اس کے ذوق و ایمان کو بالیدگی اور تابندگی بخشتا ہے۔

چونکہ اعلیٰ حضرت کے علمی اور فقہی کتابوں کی ایک لمبی فہرست ہے اس لیے موقع اور مناسبت سے کثرت سے درود پاک بھی امام نے اپنے انداز میں تحریر فرمائے ہیں، جن کی تعداد کافی ہوجاتی ہے اور جو آپ کی بیش بہا تصنیفات

میں درِ منثور کا درجہ رکھتے ہیں، درود رضویہ سے اکتسابِ فیض کو عام تر اور وجدان ایمانی کو مبارک و منور کرنے کے لیے مکرمی پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے اپنے سعی مشکور و ممنون سے انہیں یکجا کر دیا ہے اور اس طرح فیضانِ رضویہ سے فیضیابی کے امکانات کو وسعت بخشی ہے۔

ان کی یہ قابل قدر کوشش و کاوش قابل تحسین و مبارکباد اور لائق استفادہ و استناد ہے اللہ تعالیٰ ان کے اس مستحسن عمل کو ان کے نجات اخروی کا سامان بنائے۔ آمین

حضرت پروفیسر مجید اللہ قادری قبلہ حفظہ اللہ تعالیٰ

ورعاہ نہ صرف برائے جمع درود رضویہ لائق تحسین و تبریک ہیں بلکہ اس کے علاوہ درجنوں متنوع و منفرد کام انجام دینے کی وجہ سے صدہا مبارک بادی کے حامل اور مستحق ہیں، پروفیسر صاحب سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات اور علوم و فنون کے پوشیدہ گوشوں کو اُجاگر کرنے کی سلسلے میں حساس بھی ہیں اور مخلص بھی، جس کو بھی رضویات پر کام کرتا دیکھتے ہیں مچل جاتے ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی اور ممکنہ حد تک اعانت میں بخل سے کام نہیں لیتے۔

(معارف رضا کا شمارہ اپریل تا جون ۲۰۲۱ء کا اداریہ دیکھ کر میں نے یہ اندازہ لگایا)

آپ کو سرکار اعلیٰ حضرت سے صرف علمی و فکری ہم آہنگی ہی نہیں بلکہ روحانی ربط و تعلق اور عشق کی حد تک لگاؤ بھی ہے اور اسی نسبت کی بدولت فقیر سے بھی محبت و اخلاص سے معاملہ فرماتے ہیں، ابھی راقم کی مرتب کردہ کتاب ''رسالتان رائعتان'' پر دس صفحات میں ایک شاندار مقدمہ تحریر فرما کر ارسال فرمایا، فقیر ان کا ممنون ہے اور اسی وقت میں نے تحریراً عرض بھی کر دیا تھا کہ:

> ''یقیناً یہ آپ کی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور ان کے خاندان سے سچی محبت کا نتیجہ ہے کہ مجھے ان بڑے القاب و آداب سے یاد فرمایا، میں آپکی تمام اُمیدوں کو اپنے حق میں دعا تصور کرتا ہوں''۔

ابھی ایک نیا کام آپ نے میرے ذمہ کیا ہے اور وہ یہ کہ اسی مجموعہ درود رضویہ کو قبر انور اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمہ) پر تلاوت کردوں حالانکہ یہ میرے لیے انتہائی سعادت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور اسی طرح بحر علوم امام احمد رضا میں غواصی کر کے نئے نئے لعل و گہر استخراج کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

۞۞۞

درود شریف کے حوالے سے ایک جامع کتاب

از: جناب اختر سعیدی
(ممتاز ادیب و شاعر اور نقاد، روز نامہ جنگ کے میگزین میں نئی کتابوں کے تبصرہ نگار)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی شخصیت ہمہ پہلو ہے۔ اِن کی علمی، دینی اور ملّی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ماہرِ تعلیم، محقّق، مذہبی اسکالر، صدر، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، سابق ڈین فیکلٹی آف سائنس (جامعہ کراچی) اور خانقاہِ قادریہ، رضویہ، مجیدیہ کے روحِ رواں ہیں۔

ان کی مختلف موضوعات پر 50 سے زائد کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب "مجموعہ ءدرودِ رضویہ" حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے تصنیف کردہ تمام درودوں کو یک جا کر کے شایع کی گئی ہے۔ اِن درودوں کی تعداد تین سو سے زائد ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تمام علوم وفنون کی اصطلاحات میں درود تصنیف کیے ہیں، جسے ایک گُل دستے کی صُورت پیش کر دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے ''فتاویٰ رضویہ'' اور دیگر کتابوں کا وسیع مطالعہ کیا ہوا ہے، اس لیے انہیں جہاں بھی اُن کے درودوں کے صحیفے ملے، جمع کرتے گئے۔ ان میں کچھ مختصر اور طویل درود بھی ہیں۔ پروفیسر صاحب نے اِن درودوں کے نیچے ان کا ترجمہ بھی لکھ دیا ہے، تا کہ عام قاری بھی ان سے استفادہ کر سکے۔

بلا مبالغہ یہ بہت اہم کام ہے، جسے ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے کتابی صُورت میں پیش کر کے اپنی توفیقات میں اضافہ کیا ہے۔

کتاب کا مقدمہ، مصنّف نے خود لکھا ہے، جب کہ علّامہ مفتی محمد حنیف خان رضوی، علّامہ ارسلان خان قادری بریلوی، علّامہ محمد وصی الرحمٰن چاٹگامی، علّامہ بدیع عالم رضوی اور پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال نے بھی اپنے مطالعے کی بنیاد پر اس کتاب کو جامع اور اہم کتاب قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی دیگر کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی معلومات کا خزانہ ثابت ہوگی۔

"مجموعہ ءدرودِ رضویہ"

مصنّف: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

صفحات: 218، ہدیہ: -/400 جلد: پکّی بائینڈنگ

ناشر: خانقاہِ قادریہ، رضویہ، مجیدیہ، گلستانِ جوہر، کراچی۔

ملنے کا پتہ: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر کراچی۔ (74400)

پاکستان۔ فون: 32725150-21-92+

(ماخوذ: میگزین روزنامہ جنگ کراچی، 20 مارچ 2022)

”کتابیاتِ رضا“

منفرد علمی و تحقیقی پروجیکٹ کی تکمیل اور کراچی یونی ورسٹی سے اشاعت

(مفتی سید زاہد سراج القادری)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی علیہ الرحمہ کی اپنی 1000 سے زیادہ تصانیف میں سے لگ بھگ 50 فیصد شائع ہوچکی ہیں جس کی فہرست کئی جگہ موجود ہے مگر ایک سو سال میں خاص کر پچھلے 70 سالوں میں امام احمد رضا پر دنیا بھر میں لوگوں نے جس جس زبان میں لکھا ہے وہ سب ایک جگہ کہیں نہیں پایا جاتا تھا۔

اس علمی کمی کو دور کرنے کے لیے گزشتہ برس سے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا نے ان تمام تصنیفات و تالیفات بشمول امام احمد رضا پر لکھے گئے ایم۔ اے، ایم۔ فل، پی۔ ایچ۔ ڈی کی سطح کے تمام مقالات کی اکٹھی فہرست مرتب کر کے شائع کرنے کا پروجیکٹ شروع کیا۔ جس کے لیے جامعہ کراچی کے شعبہء تاریخ اسلام کے چیئر مین محترم پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق کی خدمات حاصل کی گئیں جب کہ محترم پروفیسر ڈاکٹر داؤد عثمانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر قریشی اور ادارہ کے آفس سکریٹری ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری جیسے مستند ریسرچ اسکالرز کے ساتھ کئی طالب علموں حافظ فرقان قادری وغیرہ کو بھی معاونت کے لیے شامل کیا گیا تا کہ یہ کام ”امام احمد رضا کانفرنس 2021“ کے موقع پر مکمل ہوکر منظر عام آپ آسکے۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق اس سے قبل کئی شخصیات کی کتابیات مرتب کر چکے ہیں مگر خود ان کی رائے کے مطابق:

> ”امام احمد رضا پر جو کچھ ایک صدی میں لکھا گیا ہے شاید شخصیت کے حوالے سے اس صدی کی یہ واحد شخصیت ہوگی جس پر اب تک ہزاروں کتب لکھی جا چکی ہیں“۔

امام احمد رضا کے حوالے سے ان تمام کتب کی فہرست مرتب کرنا آسان کام نہیں تھا، البتہ دور جدید کی ٹیکنالوجی نے کام کچھ آسان ضرور کر دیا اور پروفیسر موصوف ان تمام سہولیات کو بروئے کار لاتے ہوئے ہمارے اس پروجیکٹ کی تکمیل میں کامیاب ہوگئے۔ الحمد للہ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی و فخر محسوس کرتا ہے کہ ادارہ کے تعاون سے اب یہ علمی و تحقیقی پروجیکٹ ”کتابیاتِ رضا“ مکمل ہوکر پاکستان کی سب سے بڑی یونی ورسٹی، کراچی یونی ورسٹی، کراچی کے شعبہء تاریخ اسلام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔

اس کتاب کے حوالے سے سنڈے میگزین روزنامہ جنگ کراچی کی اشاعت 5 جون 2022 میں جناب منور راجپوت کا تحریر کردہ جو تبصرہ شائع ہوا ہے وہ درج ذیل ہے:

"کتابیاتِ رضا"

مرتّب: ڈاکٹر محمد سہیل شفیق

صفحات: 165، قیمت: -/500

ناشر: شعبہ تاریخ اسلام، کراچی یونی ورسٹی، کراچی۔

ملنے کا پتہ: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

25۔جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر کراچی۔(74400)

مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی ممتاز عالمِ دین اور مصنّف تھے۔ اُنھوں نے ایک ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل تحریر کیے، جن میں سے 400 شایع ہو چکے ہیں۔ پھر یہ کہ گزشتہ ایک صدی سے اُن کی حیات اور خدمات کے مختلف گوشوں پر بھی تواتر سے لکھا جا رہا ہے۔ گزشتہ برس اُن کے صد سالہ عرس کے موقعے پر ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی نے اِس تحریری کام کا تفصیلی اشاریہ مرتّب کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے جامعہ کراچی کے شعبہ تاریخ اسلام کے سربراہ، ڈاکٹر محمد سہیل شفیق کو یہ ذمّے داری سونپی، جو کتابیات، اشاریہ اور فہرستِ کتب مرتّب کرنے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب اُن کی چھے ماہ کی محنت اور علمی و تحقیقی مہارت کا نتیجہ ہے۔ اُنھوں نے اِس کتاب میں مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر تحریر کردہ ایک پوسٹ ڈاکٹریٹ، 75 پی ایچ ڈی، 9 ایم فِل اور 16 ایم اے/ ایم ایڈ/ بی ایس سطح کے مقالات کی فہرست دینے کے ساتھ، مختلف زبانوں کی 1480 کتب اور رسائل کی تفصیلات کا اندراج کیا ہے۔ جب کہ ضمیمے میں بھی 22 کتب کا ذکر ہے۔ یوں مجموعی طور پر 1602 کتب، مقالات اور رسائل کا احاطہ ہوگیا ہے۔ مرتّب نے جدید تحقیقی اصولوں کے مطابق ہر کتاب کے خانے میں مصنّف/ مرتّب/ مؤلف، سنِ اشاعت، کتاب کا نام، ناشر اور صفحات کی تعداد دی ہے۔

آخر میں انگریزی اور اردو کے تفصیلی اشاریے بھی موجود ہیں تاکہ قاری اپنی دل چسپی کا مواد آسانی سے تلاش کرسکے۔ کتاب کا مقدمہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے لکھا ہے اور اُن کے ادارے، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی نے کتاب کی اشاعت میں بھی تعاون کیا ہے۔ یہ کتاب بجا طور پر ''رضویات'' میں نہ صرف ایک عُمدہ اضافہ ہے، بلکہ اپنے تحقیقی مواد کے سبب اِس موضوع پر کام کرنے والے طلبہ اور محقّقین کے لیے کسی اَن مول تحفے سے کم نہیں۔

(ماخوذ: میگزین روزنامہ جنگ کراچی، 5 جون 2022)

❁❁❁

کتاب دوست کبھی کج فہم نہیں رہتا

امام احمد رضا

شخصی خصوصیات

علامہ محمد قمر الحسن قادری بستوی
چیئرمین رویت ہلال کمیٹی آف نارتھ امریکہ
امام وخطیب مرکزی النور مسجد، ہوسٹن، ٹیکساس، امریکہ

مجدد اعظم امام اہلسنت امام احمد رضا کی ہمہ جہت شخصیت کے جس پہلو پر بھی نظر جاتی ہے تو بے ساختہ نظیری نیشاپوری کا یہ شعر زبان پر آجاتا ہے۔

ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کی جا ایں جاست
(نظیری نیشاپوری)

ترجمہ: اس کے سر سے پیر تک جہاں کہیں بھی
میں دیکھتا ہوں، اس کا کرشمہ دامن دل کو کھینچے
لگتا ہے کہ دیکھنے کی جگہ تو یہ ہے۔

ان کی علمی جلالت، فقہی بصیرت، علوم قرآنیہ کی جو ہریت، احادیث کریمہ میں تعمیق نظر، علوم جدیدہ پر گرفت، علوم قدیمہ میں مہارت، عقلی ونقلی ہر علم میں اقران پر تفوق، زہد وتقویٰ، خشیت ربانی، عشق مصطفیٰ ﷺ، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شدت سے عمل، استغناء و بے نیازی، صاحبانِ ثروت سے پرہیز، امراء سے دوری، مسلمانوں سے پیار، اعدائے دین سے بے زاری الغرض جس پہلو پر بھی نظر جاتی ہے تو ع

کرشمہ دامن دل می کشد کی جا ایں جاست

مگر اب رضویات کے ایک شناور نے کچھ ایسے مخفی گوشوں کو ڈسکور (Discover) کیا ہے جس کو دیکھ کر مزید استعجاب پیدا ہوتا ہے کہ سبحان اللہ، رب کریم نے ان کو یوں بھی منفرد کیا ہے۔

ولیس علی اللہ بمتنکم
ان یجمع العالم فی احد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے کچھ بعید نہیں کہ فردِ واحد
میں پورے عالم کو جمع فرمادے۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری رضویات کے ایک شناور ہیں اور اہل علم وفکر ونظر کے درمیان متعارف بھی، "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی" کے صدرِ اعلیٰ ہیں۔ امام اہلسنت کے حوالے سے وہ جدید گوشوں کے سراغ میں لگے رہتے ہیں۔ اب انھوں نے ایک ایسا موضوع تلاش کیا جس کی طرف عموماً کسی کی نظر نہیں گئی تھی مگر:

"جوئندہ یابندہ" (ڈھونڈنے والا ہی پاتا ہے)

انھوں نے امام موصوف کی حیات قدسی سے کچھ نئے گوشوں کو تلاش کیا ہے جس کا نام انھوں نے یہ منتخب کیا ہے "۲۵ جہتی خدماتِ رضا" لیکن میں اس کو ان کی شخصی خصوصیات سے شمار کرتا ہوں مگر پھر بھی یہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا ایک انوکھا موضوع ہے جس کی طرف کبھی کسی قلمکار کی توجہ

مبذول نہیں ہوئی تھی حالانکہ امام احمد رضا کو ہر پڑھنے والا ان واقعات کو بار بار پڑھتا ہے مگر ع

قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

ان کی تہوں تک ڈاکٹر مجید اللہ قادری ہی اُترے یہ کتاب کوئی طویل نہیں بلکہ کل ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ۲۵ ان اُمور کا ذکر کیا گیا ہے جن کی انفرادیت امام احمد رضا میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً صرف ۱۴ سال کی عمر میں ۵۵ علوم میں مہارت، اور وہ بھی خواہ نقلیہ ہوں یا عقلیہ سات پشتوں سے فتویٰ نویسی کا اعزاز، اور وہ بھی تسلسل کے ساتھ کہ کبھی بیچ میں انقطاع نہیں ہوا۔ پانچ مختلف نوع سے فتویٰ نویسی۔ چند گھنٹوں میں قرآن مقدس کا حفظ کر لینا۔ چند نشستوں میں قرآن مقدس کا بے نظیر، منفرد اور با محاورہ اردو میں ترجمہ "کنز الایمان" کا املا کرانا جبکہ کسی بھی تفسیر سے دورانِ ترجمہ مدد نہ لینا۔ علوم فلکیات و نجوم وہیئت کی اصطلاحات پر مشتمل سو اشعار کے قصیدے کا التزام۔ باب تیمم میں پتھروں کے اقسام جو متقدمین فقہا میں بھی نظر نہیں آتا اور کمال تو یہ کہ خداداد عرفانی بصیرت سے وہ وہ کام کرنا جو عصر حاضر کے لیے ایک معمہ سے کم نہیں کہ بغیر آلات کے سمندر کی تہوں میں مخفی آتش فشاں کا پتہ دینا وغیرہ۔

یہ تو صرف ابھی ۲۵ جہتوں کا ہی سراغ لگایا جا سکا ہے اگر اس کی گہرائیوں میں اُترا جائے تو اور بھی خصوصیات کا سراغ مل سکتا ہے ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے ایسے کارنامے اس سے پہلے بھی سامنے آ چکے ہیں۔ معارف رضا کراچی، جولائی ۲۰۰۷ء میں ایک ایسا ہی مقالہ "امام احمد رضا اور تحقیق اہرام مصر" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے جس میں اہرام عصر کی تعمیر پر جو تحقیقی گفتگو امام احمد رضا نے کی ہے وہ صاحبانِ عقل کی فکر کو مہمیز لگانے کے لیے کافی ہے۔ امام احمد رضا کہاں تک دیکھتے تھے اور ان کی فکر رسا کن کن پنہائیوں کو ناپتی تھی یہ دیکھ کر عقل دنگ ہے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادی کا متجسس اور برق رفتار قلم ان جواہر پاروں کو طشت از بام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو سلامت رکھے اور ان کے جواہر نگار قلم سے خدا کرے کہ آئے دن نئے نئے عنوانات کا اضافہ "بابِ رضویات" میں ہوتا رہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا مصر میں بڑا کارنامہ

جامعۃ الازہر (قاہرہ، مصر) میں امام احمد رضا کانفرنس و سیمینار کا انعقاد اور عرب علما کو اعلیٰ حضرت کا تعارف پیش کرنا ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا بڑا کارنامہ ہے جس کی بدولت جامعۃ الازہر کے مفتی آج اپنے فتاوٰی میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے دے کر فتاوٰی جاری کر رہے ہیں۔ (رکن رویت ہلال کمیٹی پاکستان، مفتی علی اصغر عطاری)

طبقاتِ فقہا اور امام احمد رضا

از: مفتی محمد شاہد رضا بریلوی

فقہا کی یہ معروف و مشہور تقسیم اور درجہ بندی سب سے پہلے علامہ ابن کمال پاشا رومی نے فرمائی تھی، پھر جس نے لیا انہی سے لیا اور بعد والوں میں علما کی ایک بڑی جماعت نے ان کی اتباع کی مگر بعض محققین کو ابھی اس تقسیم اور بالخصوص اس درجہ بندی میں ہی انتہائی مضبوط دلائل کے ساتھ اختلاف ہے۔ چودھویں صدی ہجری کے حنفی عالم، مفتی الدیار المصر یہ علامہ محمد بخیت المطیعی نے اپنی تصنیف لطیف ''ارشاد اهل الملة الی اثبات الاهلة'' کے خاتمے میں طبقات فقہا اور ان کی درجہ بندی پر سیر حاصل تنقید فرمائی ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ طبقات اور تقسیم، اور فقہا کی تعیین، ظنی اور اجتہادی نوعیت کی ہے کسی بھی فقیہ کو کم درجے پر درج کر دینا اور کسی کو اعلیٰ درجے پر تقسیم اور حد بندی کوئی مقطوع یا غیر مبدل نہیں بلکہ علما و فقہا کو اس میں دلائل قاہرہ کے ساتھ کافی اختلاف ہے، لہٰذا مناسب معلوم دیتا ہے کہ پہلے اس تقسیم اور درجہ بندی پر علامہ بخطیت المطیعی کی جو تنقیدات و تعرضات ہیں، اس میں سے کچھ مخلص کر کے یہاں نقل کر دوں (اور جسے تفصیل درکار ہو وہ ان کی مذکورہ کتاب کا خاتمہ از ص: ۳۶۲ تا ص: ۳۷۰ ملاحظہ کرے) پھر اپنے مدعا پر آؤں تا کہ قارئین کرام اندازہ لگا سکیں کہ جب پہلے والوں کا اپنے متقدمین کی درجہ بندی کرنا اس قدر مشکل امر ہے اور اس پر قوی ایرادات و اعتراضات وارد ہوئے ہیں تو بعد والے ناقلین محض کو کسی بڑے فقیہ و مجدد کا درجہ تعین کرنا کس قدر مشکل اور دشوار گزار ہوگا۔

علامہ بخیت المطیعی اس تقسیم پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقد ذکرہ التمیمی فی طبقاتہ بحروفہ ثم قال وھو تقسیم حسن جدا مع انہ بعید جدا عن الصحۃ فضلا عن الحسن فانہ تحکم محض و لا سلف لہ فی ھذہ الدعوی و ان تابعہ علھا من جاء بعدہ ممن حذا حذوہ من غیر دلیل یدل علی ذلك و علی فرض تسلیم ان الفقھاء و المتفقھۃ علی ھذہ المراتب السبع لا نسلم الخطا الفاحش الذی وقع فی تعیین رجال الطبقات و ترتیبھم علی ھذہ الدرجات" (ص: ۳۶۵)

(علامہ تمیمی نے اس تقسیم کو بہت اچھی تقسیم بتایا ہے باوجود یہ کہ وہ صحت سے بہت دور ہے چہ جائے کہ اچھی ہو (چہ جائے

کہ بہت اچھی) اس لیے کہ تقسیم مجرد تصرف ہے اور اسلاف سے اس دعوے پر کوئی دلیل نہیں اگر چہ بعد والوں نے بغیر دلیل اس پر ان کی اتباع و پیروی کی ہے، بالفرض اگر فقہا کے ان سات مراتب پر منقسم ہونے کو ہم صحیح مان بھی لیں، تاہم رجال طبقات کی اس تعین اور ان درجات پر ان کی ترتیب میں ان سے جو کھلی غلطی ہوئی ہے، اس کو ہم ہرگز قبول نہیں کرتے)

پھر آگے چل کر رقم طراز ہیں کہ:

علامہ ابن کمال پاشا نے ایک جانب تو امام رازی جصاص کو طبقات فقہا میں چوتھے درجے یعنی اصحاب تخریج میں درج کیا، اور یہ درجہ ان مقلدین کا ہے جو اجتہاد پر اصلاً قدرت نہیں رکھتے، علامہ مطیعی کے بقول یہ امام رازی کے ارفع و اعلیٰ مقام کو گھٹانا ہے، فان شانه فی العلم جلیل و باعه ممتد فی الفقه و کعبه عال فی الاصول و قدمه فیها راسخ ووطئته شدیدة و بطشه قوی فی معارك النظر و الاستدلال (ص: ۳۷۳)، وہیں دوسری جانب انہوں نے امام شمس الائمہ حلوانی کو تیسرے درجے یعنی مجتہد فی المسائل قرار دیا، جبکہ یہی امام شمس الائمہ حلوانی مجتہد فی المسائل، امام رازی کے بارے میں فرماتے ہیں: هو رجل کبیر معروف فی العلم و انا نقلده و ناخذ بقوله اھ، تو گویا ایک مجتہد (امام حلوانی)، ایک مقلد (امام رازی) کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ ہم ان کی تقلید کرتے ہیں اور انکی آراء واقوال سے استدلال کرتے ہیں۔ تو صغری کبری فٹ کر کے نتیجہ یہ نکلا کہ مجتہد مقلد کی تقلید کرتا ہے یا اس کے اقوال سے استدلال کرتا ہے اور یہ باطل ہے۔ صرف امام شمس الائمہ ہی کی بات نہیں بلکہ کشف کبیر میں امام رازی کے بارے میں وہ بات کہی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام رازی، امام ابو منصور ماتریدی سے زیادہ بڑے فقیہ تھے۔

نیز یہ کہ امام قاضی خان (جنہیں مجتہد فی المسائل کہا گیا ہے) باب توکیل بالخصومہ میں فرماتے ہیں: یجوز للمراة المخدرة أن توكل وهي التي لم تخالط الرجال بكرا كانت او ثيبا ، كذا ذكره ابوبكر الرازي و عامة المشائخ اخذوا بما ذكره ابو بكر الرازي رحمه الله

اور ہدایہ میں ہے: ولو وكلت المراة المخدرة قال الرازي يلزم التوكيل منها پھر آگے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں: وهذا شئ استحبه المتاخرون،

امام ابن ہمام فرماتے ہیں: "هو الامام الكبير ابو بكر الجصاص احمد ابن على الرازي ، يعني اما على ظاهر اطلاق الاصل و غيره عن أبي حنيفة رحمه الله ، انه لا فرق بين البكر و الثيب و المخدرة و البرزة و الفتوى على ما اختاروه من ذلك

آگے صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ امام رازی کا "مراۃ مخدرہ" کی تخصیص فرمانا پھر متاخرین کا ان کی تخصیص کی بنیاد پر تعمیم کرنا، اس بات کا افادہ کر رہا ہے کہ اس مسئلہ کی سب سے پہلے تفریع امام رازی نے فرمائی تھی، باقی سب نے بعد میں

انہی کا اتباع کیا۔ (فتح القدیر)

مذکورہ بالا عبارات فقہا کو نقل کرنے کے بعد علامہ مطیعی فرماتے ہیں: قارئین کرام غور فرمائیں علامہ بن کمال پاشا، امام قاضی خان کو مجتہد فی المسائل کہتے ہیں، اور جنہیں وہ مجتہد فی المسائل کہہ رہے ہیں، وہ اور ان کے مشایخ عظام ان امام ابوبکر رازی کے قول کو اخذ کرتے ہیں جنہیں بقول ابن کمال پاشا اجتہاد پر اصلاً قدرت نہیں، حالانکہ امام رازی ہی نے سب سے پہلے اپنے اجتہاد سے برخلاف امام اعظم و امام ابویوسف محمد وزفر رحمہم اللہ، اس قول کی یوں تفریع کی اور بعد میں متاخرین نے انکا اتباع بھی کیا اور انکے قول پر فتویٰ بھی دیا۔ و الیك نصه حيث قال: فانظر الى ابن كمال باشا كيف عدا قاضی خان من المجتهدين في المسائل و انظر الى قاضی خان كيف يأخذ هو و مشائخه العظام بقول ابی بكر الرازی الذی جعله ابن كمال باشا مقلدا لا يقدر على الاجتهاد اصلا وهو الذی ابتدا بتفريع هذا القول على خلاف قول أبي حنيفة، ابی يوسف و محمد و زفر رحمهم الله وتبعه المتاخرون و افتوا بقوله و آراء۔

(ص:۳۷۶)

علامہ مطیعی کہتے ہیں: شاید کہ علامہ ابن کمال پاشا نے ہمارے علما کے قول: كذا في تخريج الرازی سے یہ سمجھ لیا کہ امام رازی کا کام محض تخریج ہے، جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب و تلامذہ نے خود تکبیرات عیدین کے متعلق قول سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ تخریج فرمائی کہ اس عدد پر اسے معمول کر کے وہ تیرہ تکبیرات ہوئیں مگر تکبیرات اصلیہ کے اضافہ کے ساتھ، یوں ہی امام شافعی اور انکے اصحاب و تلامذہ نے محض زوائد پر محمول کر کے اسکی تخریج فرمائی ہے، اسی طرح امام ابوالحسن کرخی نے امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے تعدیل رکوع وسجود کے بارے میں قول کی تخریج کی ہے اور اسے واجب قرار دیا۔ اور ابوعبداللہ جرجانی نے بھی اس قول کی تخریج کی اور اسے سنیت پر محمول کیا، تو تخریجات کی ایسی بہت سی مثالیں ہیں جو ائمہ مجتہدین سے واقع وصادر ہوئی ہیں اور وہ انکے اجتہاد میں قطعاً مضر نہیں، لہٰذا امام ابوبکر رازی کا تخریج فرمانا انہیں ان کے مرتبے سے نہیں گرا سکتا۔

(مذکورہ بالا تنقید طبقہ ثالثہ ورابعہ کے متعلق تھی، ذیل میں اب طبقہ خامسہ وسادسہ پر تنقید ملاحظہ ہو)

علامہ ابن کمال پاشا نے امام ابوالحسن قدوری اور صاحب ہدایہ کو طبقہ خامسہ (وسادسہ) میں درج کیا اور امام قاضی خان کو مجتہدین میں سے قرار دیا ہے، جبکہ امام قدوری کا وصال ۴۲۸ھ میں ہوا اور امام حلوانی کا ۴۵۶ھ، امام سرخی کا ۴۹۰ھ کے حدود میں اور امام بزدوی کا ۴۸۲ھ میں اور امام قاضی خان کا ۵۹۳ھ ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام قدوری از روئے ان کے ایام حلوانی، امام سرخی، امام بزدوی، امام قاضی خان وغیرہ سے متقدم ہیں یہی نہیں بلکہ وہ ان سب

سے از روئے علم وفقہ کے بھی ارفع واعلیٰ ہیں تو کیوں کر انہیں مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا گیا؟؟

مزید یہ کہ صاحب ہدایہ اپنے زمانے میں مشارٌ الیہ اور معقود علیہ (انتہائی معتبر ومستند اور مرجع ومرکز) تھے، جواہر وغیرہ کتب میں ہے کہ ان کے معاصرین نے بالاتفاق ان کے فضل وتقدم کا اقرار واعتراف کیا، جیسے کہ امام قاضی خان، امام زین الدین عتابی وغیرہ، اور ان سب نے ان کی بابت کہا: انه فاق علی اقرانه بل علی شیوخه فی الفقه یعنی صاحب ہدایہ اپنے معاصرین سے ارفع واعلیٰ بلکہ اپنے شیوخ پر بھی فوقیت رکھتے تھے، انکے معاصرین کو اس بات کا اذعان ویقین تھا۔

تو آخر کیسے انکا مرتبہ امام قاضی خان کے مرتبے سے گرایا جاسکتا ہے جبکہ صاحب ہدایہ مجتہد کہے جانے کے زیادہ حقدار ہیں۔

پھر یہ کہ علامہ ابن کمال پاشا نے فرمایا کہ طبقہ خامسہ والوں کا کام بعض روایات کی بعض تفضیل کرنا ہے اور طبقہ سادسہ والوں کے بارے میں کہا کہ وہ محض قوی، اقوی اور ضعیف کے درمیان تمیز کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ اس سے تو یہ محسوس ومعلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں طبقوں میں کوئی فرق ہی نہیں ہے"۔ (ص: ۹۷۳، ۳۷۷)

آخر میں علامہ مطیعی، علامہ ابن کمال پاشا پر یوں تنقید کرتے ہیں: "ابن کمال پاشا سلطنت عثمانیہ کے مفتی اور عالم جلیل تھے لیکن اکثر انہیں فقہا کے احوال میں اشتباہ ہو جایا کرتا تھا کبھی وہ ایک ہی فقیہ کو دو اور دو الگ الگ فقیہوں کو ایک کہہ دیا کرتے تھے کبھی مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کر دیتے اور بسا اوقات بہت سی کتب کو اس کے مصنفین کے علاوہ کی طرف منسوب کر دیتے **و العصمة لله وحده ثم لرسوله بعده**" آگے کہتے ہیں کہ ہم نے علامہ ابن کمال پاشا کی تقسیم پر تنقید اس اندیشے کے پیش نظر کہ کہیں ان کی گئی درجہ وحد بندی کو بعد والے ایک ایسی سرحد نہ سمجھ لیں جس سے تجاوز کو نا درست جانیں، یہاں تک کہ جب ان علمائے کبار کا قول نقل کیا جائے، جن کا مرتبہ ابن کمال پاشا نے گھٹا دیا تو یہ کہیں اس سے دھوکے میں نہ پڑ جائیں اور کہتے پھریں کہ فلاں فقیہ، طبقہ مجتہدین فی المسائل سے نہیں (اور ہمارے لیے انکی بات معتبر نہیں) اس لیے کہ علامہ ابن کمال پاشا نے انہیں مجتہدین سے شمار نہیں کیا۔ حالانکہ بعد والوں میں بہتوں نے انکی اس تقسیم میں اتباع کیا، جبکہ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ابن کمال پاشا نے اپنی تقسیم اور درجہ بندی میں فقہائے حنفیہ سے انتہائی اقل قلیل مثالیں پیش کی ہیں، ساتھ ہی جس کا مرتبہ چاہا بڑھا دیا اور جس کا چاہا گھٹا دیا اور ہر ایک کو انکے صحیح مقام ومرتبے پر نہ رکھا انتهی و الله تعالیٰ اعلم۔

قارئین کرام غور فرمائیں یہ علامہ بخیت المطیعی کی تقسیم فقہا اور درجہ بندی پر کی گئی تنقید کی چند مثالوں کا خلاصہ ہے، مجھ جیسا قلیل الاستعداد طالب علم ہرگز اس لائق نہیں کہ علامہ ابن کمال پاشا کی تقسیم اور درجہ بندی کو محل نظر یا علامہ

مطیعی کی تنقید کوراجح قرار دے سکے، ہاں البتہ اپنے بڑوں سے ان کے مذکورہ بالا قوی اعتراضات کو دفع کرنے کی گزارش اور خواہش ضرور کرسکتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں اس تنقید کو نقل کر کے ہرگز ہمارا مقصد انکی تنقید و مقرر کرنا نہیں، بلکہ اس راہ کی دشواریاں دکھانا مقصد ہے کہ یہ ہرکس و ناکس کا کام نہیں کہ وہ اکابر علما وفقہا کا علم ناپ تول سکے یا اعلیٰ حضرت جیسے جبل علم کا درجہ کمزور دلائل سے متعین کر سکے میری ناقص رائے میں سرکار اعلیٰ حضرت کے درجہ اجتہاد متعین کرنے اور اس موضوع پر لکھنے کا حق بھی صرف اسے ہی ہونا چاہیے جو خود بھی طبقات فقہا میں کسی ممتاز طبقے پر فائز ہو (یعنی بر تقدیر صحت تقسیم ہذا، علی الاقل اصحاب تمیز کے درجے پر ہو)، ورنہ ناقلین محض فقہا کے علم وفضل کا علو کیسے اور کیوں کر ناپ سکتے ہیں۔

بلاشبہ سرکار اعلیٰ حضرت علم وفضل کا کوہ ہمالہ ہیں مگر جس طرح آپکی مجددیت ہرایرے غیرے کے اخبار واقرار سے مسلم نہیں ہوئی بلکہ انکے زمانے کے اکابرین ومعاصرین کے اعتراف اعلان اور بعد والوں کے دعویٰ معہ دلیل سے ہوئی، یوں ہی انکے لیے کسی درجہ وطبقے کا تعین یا توان کے معاصرین وتلامذہ کرتے یا بعد والوں میں اصحاب تمیز محققین مع دلائل کرتے۔

فقیر جیسا قلیل الاطلاع بلاتحقیق اور بغیر کسی سابق قول کے، کیسے بتا سکتا ہے کہ کوہ ہمالہ زیادہ بلند ہے کہ کوہ کنچنجنگا؟ ہمیں اپنی پستی اور دوری سے دونوں ہی بلند نظر آتے ہیں، یہ حق صحیح طور پر اسی کو ہونا چاہیے جسے کسی طرح اس تک رسائی اور اسکی بلندی کی معرفت حاصل ہو سکے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی جن فقہا کی درجہ بندی علمانے کی ہے وہ خود بھی استعداد لیاقت اور علمی مقام ومرتبے کے لحاظ سے بہت بلند رتبہ تھے، اسی معروف تقسیم کو ہی لے لیں، یہ تقسیم سب سے پہلے سلطنت عثمانیہ کے مشہور فقیہ احمد ابن سلیمان رومی المعروف ابن کمال پاشا نے فرمائی (جیسا کہ گزرا) آپکا علمی رتبہ اتنا بلند تھا کہ حکومت کی جانب سے بالاتفاق آپ کو شیخ الاسلام کا لقب ومنصب عطا ہوا تھا۔

لہٰذا یہاں بھی یہ کام ہما شما قلیل الاطلاع ناقلین محض کا نہیں ہوسکتا، یہ کام وہی ذی استعداد، فقہ واصول فقہ میں ملکہ کاملہ ورسوخ تام رکھنے والا ہی کرسکتا ہے جو اصول و قواعد کی روشنی میں تعین کر سکے کہ اعلیٰ حضرت سے کتنے ایسے نوادرات وتحقیقات وتنقیحات وتدقیقات وزیادات صادر ہوئے ہیں، جس سے انکا ایک مخصوص مقام متعین ہوتا ہے۔

اور جو حضرات علمائے کرام سرکار اعلیٰ حضرت کو مجتہد فی المسائل کہہ رہے ہیں (اگرچہ مجھے اس سے قطعاً اختلاف نہیں لیکن بطور بحث وعلمی مکالمہ عرض کرتا ہوں کہ) وہ حضرات صرف اس قدر پر بس نہ کریں بلکہ ایک معتد بہ مقدار میں ان مسائل کو نقل فرمائیں جن میں صاحب مذہب سے کوئی قول منقول بھی نہ ہو پھر بھی سرکار اعلیٰ حضرت نے انہی کے قواعد کی روشنی میں ان کا حل پیش فرمایا ہو۔ دو چار مسائل بطور نمونہ پیش کرنا اس لیے بھی ناکافی ہے کہ یوں تو ہر

بڑے فقیہ سے اپنے زمانے کے لحاظ سے نو پیدا و جدید مسائل کا حل اور تحقیق ضرور صادر و واقع ہوئی ہے۔ بایں ہمہ ان تمام فقہا کو ان چند مسائل کی تحلیل تنقیح کی بدولت طبقہ مجتہدین فی المسائل میں نہیں شمار کیا گیا، یوں ہی فی زماننا چند، مسائل کو بطور نمونہ پیش کر کے اقناعی اعتبار سے سرکار اعلیٰ حضرت کا درجہ متعین نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ جب ہم امام احمد رضا کا مرتبہ امام رازی، امام قدوری، صاحب ہدایہ، صاحب کنز، صاحب مختار صاحب وقایہ وغیرہ سے بھی بلند کہہ رہے ہیں تو اپنی بات کی تائید میں دلائل بھی پھر اسی درجے کے ہونے چاہییں، عقیدت مند تو بلا دلیل بھی مان لے گا مگر غیر عقیدت مند، نا آشنا (بشرطیکہ متعصب نہ ہو) کو منوانے کے لیے دلائل قاہرہ کی ضرورت ہے۔ **ومن ادعی فعلیه البیان۔**

اس سلسلے میں فقیر کے استاذ گرامی علیہ الرحمہ کا ایک عندیہ بھی بالکلیہ نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں ہے کہ ایک موقعے پر آپ نے دوران بحث فرمایا کہ سرکار اعلیٰ حضرت کی صلاحیت کی طرف نظر کرتے ہوئے حقیقت تو یہی ہے کہ آپ اجتہاد کے درجے پر فائز تھے مگر ادباً اس کا اطلاق نہیں کیا جائے، حضرت علیہ الرحمہ کی اس بات میں کافی دم نظر آتا ہے کیوں کہ اگر علامہ ابن کمال پاشا کی اس مشہور تقسیم کو صحیح اور تنقید سے محفوظ مان کر سرکار اعلیٰ حضرت کو انکی استعداد کی بنیاد پر مجتہد فی المسائل کہا جائے، تو گویا بعبارۃ اخریٰ یہ کہا جا رہا ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام قدوری، امام مرغینانی امام رازی، امام حصکفی وغیرہ سے بہت فائق ہیں کسی سے ایک درجہ کسی سے دو درجہ اور کسی سے تین درجے اوپر ہیں، کیوں کہ علامہ ابن کمال پاشا نے امام قدوری، صاحب ہدایہ اور امام رازی کو کوئی درجہ اجتہاد ہی نہیں دیا ہے بلکہ غیر مجتہد مقلد کہا ہے جو صرف تمییز یا ترجیح یا تخریج پر قادر ہیں۔ اس مقام پر سرکار اعلیٰ حضرت کو بلا دلیل ان سے افضل و اعلیٰ کہنا نفس الامر میں کتنا ہی صحیح کیوں نہ ہو مگر ہم جیسوں کا کھلے بندوں اس کا اطلاق کرنا غالباً ادب کے خلاف بھی ہوگا اور یہ منہ اور مسور کی دال کے مترادف بھی کیوں کہ سرکار اعلیٰ حضرت خود فتاویٰ رضویہ میں جابجا انھی کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں، اور صاف فرماتے ہیں کہ **ان علینا اتباع ما رجحوہ و ما صححوہ۔** (بقیہ آئندہ)

(بقیہ آئندہ)

شیخ الخطباء علامہ شیخ ابو الخیر احمد میر داد مکی

"حمد و صلاۃ کے بعد علامہ فاضل کہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکلوں اور دُشواریوں کو حل کرتا ہے احمد رضا خاں جو اسم بامسمّٰی ہیں، اور اس کے کلام کا موتی اس کے معنیٰ کے جواہر سے مطابقت رکھتا ہے تو وہ باریکیوں کا خزانہ ہے محفوظ گنجینوں سے چُنا ہوا، اور معرفت کا آفتاب ہے جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا، علموں کی مشکلاتِ ظاہر و باطن کا نہایت کھولنے والا۔۔۔"

(حسام الحرمین، ص:۹۶)

عرب دنیا سے جد الممتار کی اشاعت

از: مولانا محمد کاشف سلیم عطاری مدنی

امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شاندار حواشی آٹھ سال پہلے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادار "مکتبۃ المدینہ" سے 7 جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں، یہاں جد الممتار اور اس پر کیے گئے کاموں کا تعارف مقصود نہیں کیونکہ اس پر "امام اہلسنّت کا فقہی شاہکار جد الممتار" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیضان، شیخِ طریقت امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی بدولت، دعوتِ اسلامی کے تحقیقی ادارے المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبۂ کتبِ اعلیٰ حضرت کے ذریعے جب سامنے آیا تو علمی و تحقیقی حلقوں میں اسے خوب سراہا گیا اور گلستانِ رضویت میں اسے خوبصورت اضافہ قرار دیا گیا، جلد ہی پاک و ہند کے ساتھ ساتھ دنیائے عرب میں بھی اس کا شہرہ ہوا، دنیائے عرب کا مشہور مکتبہ "دار الکتب العلمیہ" جو پہلے ہی امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کی کئی کتابیں مکتبۃ المدینہ العربیہ اور المدینۃ العلمیہ کے تعاون سے شائع کر چکا ہے، اس کے عہدیداروں نے مکتبۃ المدینہ العربیہ اور دار تراث العلمی کے ذمہ دار مولانا احمد رضا گھانچی صاحب کے ذریعے جد الممتار کی اشاعت کی خواہش کا پیغام بھجوایا۔

اشاعتِ اول میں کام کرنے والے افراد:

یوں تو وقتاً فوقتاً مختلف افراد کو اس میں کچھ نہ کچھ کام کرنے کی سعادت ملی لیکن مولانا یونس علی عطاری مدنی، کاشف سلیم عطاری مدنی، مولانا سید عقیل احمد عطاری مدنی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ پراجیکٹ مولانا یونس علی عطاری مدنی جن سے راقم کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا، کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اشاعتِ جدیدہ کی خصوصیات:

اشاعتِ اول کا کام بلاشبہ بہت عمدہ کاوش تھی کیونکہ کام کرنے والی ٹیم منجھے ہوئے تجربہ کار افراد پر مشتمل تھی، اولاً یہی کوشش کی گئی کہ عالمِ عرب سے بھی اس کی من وعن اشاعت ہوجائے لیکن فائلوں کا پیج سائز اور فونٹس مختلف ہونے کی وجہ سے کچھ کام دوبارہ کرنے ناگزیر تھے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) تقاریظ علمائے کرام:

پانچ علمائے عرب اور تین علمائے ہند کی تقاریظ کو شامل کیا گیا ہے، علمائے عرب میں شیخ عبد الہادی محمد خرسہ، شیخ عبد العزیز

خطیب حسینی، شیخ حسن سائد بادنجکی حسینی، شیخ فارس بن عمر حسینی اور شیخ ایمن بکار اور علمائے ہند میں علامہ محمد احمد مصباحی، مولانا افتخار احمد مصباحی اور مولانا عبد المبین نعمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں اور یہ تینوں وہ علمائے کرام ہیں جنہوں نے جد الممتار پر سب سے پہلے کام کر کے مجمع الاسلامی مبارکپور سے شائع کروایا، بعد میں اسے پاکستان سے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے بھی شائع کیا، جو ہمارے کام کے لیے بہترین معاون بنا۔

(2) تمام جلدوں کی پروف ریڈنگ ونظر ثانی کی گئی ہے۔

(3) لفظی ومعنوی اغلاط کی تصحیح کی گئی ہے۔

(4) قولہ کا تعین: تفہیم مسئلہ کے لیے حاشیہ میں مالحق وسبق سے تنویر الابصار، درمختار اور ردالمحتار کی عبارتیں ذکر کی گئی تھیں، جدید طباعت میں قاری کی مزید آسانی کے لیے خاص جن الفاظ پر امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیق ہے انہیں انڈر لائن کر کے ہائی لائٹ کر دیا گیا ہے۔

(5) آیات کی پیسٹنگ: آیات کی پیسٹنگ عالم عرب میں رائج خط والے مصحف سے کی گئی ہے۔

(6) متروکہ تخاریج وتراجم: اشاعتِ سابقہ میں جو تخاریج کتاب دستیاب نہ ہونے یا کسی اور وجہ سے رہ گئی تھیں وہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

اسی طرح جو تراجمِ اعلام وکتب رہ گئے تھے وہ بھی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(7) ماخذ میں تبدیلی: اسی طرح وہ کتابیں جو اس وقت مخطوط تھیں اور اب طبع ہو چکی ہیں تو مخطوط کی جگہ مطبوعہ کا حوالہ دیا گیا ہے، اسی طرح کوئی حوالہ اپنے سے اوپر درجہ کے ماخذ میں مل گیا تو اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(8) پیج سائز وفارمیشن:

پیج سائز کی تبدیلی میں بھی حتی الامکان یہی کوشش رہی ہے کہ صفحہ طباعتِ سابقہ کے مطابق رہے زیادہ فرق نہ آئے۔ ہیڈنگز، آیات واحادیث اور اہم مقامات کو مختلف کلر سے ممتاز کیا گیا ہے۔

اشاعتِ جدیدہ میں کام کرنے والے افراد:

ان کاموں میں مجھے جن افراد کا تعاون حاصل رہا ان کے نام یہ ہیں: محمد ندیم عطاری مدنی، محمد شعیب عطاری مدنی، محمد اسد رضا عطاری مدنی، محمد اکرم عطاری مدنی، محمد منصور عطاری مدنی، محمد عاصم عطاری مدنی اور محمد احمد رضا عطاری مدنی، نیز طباعت کے امور میں مکتبۃ المدینۃ العربیہ کے ذمہ دار مولانا احمد رضا گھانچی معاون ووسیلہ بنے۔

محدود وقت میں کام کو اچھے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اللہ کریم بوسیلۂ خاتم النبیین ﷺ اس کوشش کو قبول فرمائے اور سب معاونین کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور اس شاہکار کو دنیا بھر بالخصوص عرب ممالک میں تعلیماتِ رضا کو مزید عام کرنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

۞ ۞ ۞

خانوادۂ رَضا کا اِک



از: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

۷/ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء کی شام اخترانِ فلک کا اچانک بادلوں کی اوٹ میں چھپ جانے کا عقدہ تب کھلا جب عالم اسلام میں یہ جان کاہ خبر بجلی کی طرح پھیلتے ہوئے فقیر تک پہنچی کہ ؎

رفت اختؔر رَضا خاں ذی احترام
چرخِ ادراک و دانش را ماہِ تمام

وارثِ علومِ رَضا......نبیرۂ اعلیٰ حضرت......جانشین مفتی اعظم ہند......سیدی وسندی......مرشدی ومولائی......قطبِ وقت......مخدوم زماں......مجددِ دوراں حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل رضا خاں المعروف بہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری ابن مفسر اعظم علامہ شاہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری ابن حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں قادری ابن مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی نوراللہ مرقدہم دنیا سے پردہ فرما گئے......مفتی اعظم ہند جسے اپنا "روشن تارا" فرمایا کرتے تھے وہ روشن تارا سحابِ موت کی اوٹ میں چلا گیا......اناللہ وانا الیہ راجعون

وہ کیا گئے قلبِ مضطرب پر قیامت گزر گئی ......

گرفتارِ غم، اسیرِ غم ......دلی کیفیت کس طرح بیاں کرے!

کھویا کھویا سا پھر رہا ہوں میں
گویا صحرا میں لٹ گیا ہوں میں

آنکھوں سے آنسو رواں، کیا کروں کیا نہ کروں، آنسو تھے کہ تھمتے ہی نہ تھے! ہمارا یہ حال تو پھر اہل خانہ کس کیفیت میں ہوں گے! جب جب خیال آتا ہے، دل غم میں ڈوب ڈوب جاتا ہے......اناللہ وانا الیہ راجعون!

یہ غم کسی ایک خاندان کا غم نہیں، یہ غم، عالمی غم ہے، پورے عالم اسلام کا غم، یہ غم اس دور کا غمِ عظیم ہے...... دنیائے اہل سنت افسردہ ہے...... ہر آنکھ اشکبار، ہر دل سوگوار ......وہ جنہیں دیکھے بنا اور جن کی آواز سنے بنا قرار نہ تھا، اب ان کی یادیں اور ان کی باتیں ہی دلوں کا قرار ہیں......ان کی شخصیت باغ و بہار تھی، صد حیف! یہ بہار نذرِ خزاں ہوگئی، انا للہ وانا الیہ راجعون ...... وہ ہمیشہ دلوں میں رہیں گے، وہ بظاہر آنکھوں سے دور ہوگئے مگر دل کے قریب رہیں گے ......قریب، ہاں اتنے قریب کہ ؎

دل میں سجی ہے تصویر یار کی
جب نگاہ نیچے کی دیدار ہوگیا

مولیٰ کریم ان کی تربتِ انور کو اپنے انوار وتجلیات سے معمور فرمائے ......سب اہل محبت کو اس صدمہ ءجانکاہ پر صبر واستقامت عطا فرمائے ......ہمیں غم جاناں عطا فرمائے ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و محبت میں ایسا محو کردے کہ دنیا کے سارے غم وآلام سے بے نیاز کردے۔آمین ؎

کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

اے کاش!

مرے دل کو دردِ اُلفت وہ سکون دے الٰہی
میری بے قراریوں کو نہ کبھی قرار آئے

اس میں شک نہیں کہ خاندانِ رضویہ کا ملت اسلامیہ پر بڑا احسان ہے خاص کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو حیرت انگیز وعالمگیر انقلاب برپا کیا' وہ نہ کسی سے پوشیدہ ہے اور نہ اس کی کوئی مثال ؎

عشق را دامن دراز ست از ثریا تا ثریٰ
شہرۂ آفاق خواہی ، بلبل و پروانہ باش!

سیدی مرشدی تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کی زیارت کیے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا' ان کے نورانی چہرے اور روحانی سراپا کی دید سے آج تک قلب ونظر میں اُجالا ہے......یقین نہیں آتا کہ وہ تشریف لے گئے ؎

جمالک فی عینی و ذکرک فی فمی

ان کی اصاغر نوازی اور علم پروری کا کیا کہنا......

ضعف و بیماری سے قبل آپ ہر سال کراچی تشریف لایا کرتے تھے' آپ کا آنا ارادت مندوں کے لیے مثل عید ہوا کرتا،فقیر بھی آفس سے چھٹیاں لے کر ہر روز وشب آپ کی صحبت و خدمت میں گزارنا سعادت سمجھتا' اس دوران اپنی بعض علمی کاوشوں پر اصلاح اور مشورہ بھی لیتا رہتا' آپ فقیر کی کتب ورسائل کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے، دعاؤں سے نوازتے' ایک مرتبہ کراچی ہوتے ہوئے حرمین شریفین جارہے تھے' اس دوران فقیر نے اپنے تیس رسائل کا سیٹ یہ عرض کرکے آپ کے سامان میں رکھ چھوڑا کہ جب فرصت ہو ملاحظہ فرمالیجیے گا!

اللہ اکبر!

وہاں جاکر جب کسی نے سامان میں رکھے وہ رسائل یاد دلائے تو مدینہ منورہ سے اپنی تقریظ ارسال فرماکر اصاغر نوازی اور علم پروری کی ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر کم ہی ملے گی' اس تقرظ میں تحریر فرمایا:

''مدینہ منورہ حاضر ہوا تو ایک عزیز نے عزیزی ڈاکٹر محمد اقبال احمد اختر القادری کے متعدد رسائل دکھائے جنہیں فقیر نے اہل سنت کے لیے نہایت مفید پایا۔ موصوف اپنی دلنشیں تحریروں میں مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب احسن انداز میں ترجمانی کرتے ہیں ،ان کا

انداز سہل ہونے کے ساتھ ساتھ متاثر کن بھی ہے۔ تبلیغ دین متین میں اکثر سفر پر رہتا ہوں میں نے ہندوستان کے مختلف شہروں کے علاوہ برطانیہ، افریقہ، ھالینڈ، سری لنکا وغیرہ ممالک میں بھی ان کی نگارشات کو مقبول عام پایا۔ موصوف کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے والہانہ عقیدت ہے فقیر جب بھی پاکستان گیا ان کو ہر جگہ اپنے گرد و پیش ہی پایا جو کہ ان کی فاضل بریلوی سے عقیدت و محبت کی دلیل ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس صالح نوجوان کو دنیائے اہل سنت کے لیے چشمہ علم بنائے۔ آمین''

حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی روحانی فیض رسانی' بے پناہ شفقت و محبت، بیکراں عنایات اور بے پایاں نوازشات نا قابل فراموش ہیں...... افسوس یہ پیکر محبت و صفا ہم سے جدا ہو گیا ؎

می روی و گریہ می آید مرا ساعتے بنشیں کہ باراں بگزرد

حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے ایوانِ علم و عمل اور ان کی تابناک زندگی کے گوشوں کو چند اوراق میں بیان کرنا محال ہے' وہ شہرِ عشق و محبت' مرکز اہل سنت بریلی شریف کی آن، بان، جان اور شان تھے...... ۲؍ فروری ۱۹۴۳ء کو بریلی شریف ہی میں پیدا ہو کر اپنے قدوم لزوم سے خانوادے کو مزید رونق بخشی اور پھر سارے عالم کو اپنے اخترِ علوم سے منور کرتے ہوئے ۷؍ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰؍ جولائی ۲۰۱۸ء کی شام وہیں فلکِ موت کی آغوش میں چھپ گئے...... انا للہ وانا الیہ راجعون

وہ عالم اسلام کی ان قد آور شخصیات میں تھے جنھیں ماضی و حال کے بے پنا علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کی لازوال دولت سے نوازا گیا تھا...... اُن کی سب سے بڑی خدمت' خود اُن کی اپنی تابناک اور قابل عمل زندگی ہے جو اتباع شریعت و سنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھی...... انہوں نے عہدِ حاضر کے فتنہ پرور ماحول میں اپنی تحریر و تقریر سے ملت اسلامیہ کی قدروں کی جو حفاظت فرمائی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں...... ان کی نورانی شخصیت میں روحانیت کا جمال بھی تھا اور شریعت کا جلال بھی...... اُن کے پیکر میں استحکام کا سکون بھی تھا اور انقلابی شرارے بھی...... بحیثیتِ مفتی' دینی فیصلوں کے نفاذ میں اُن کی پر شکوہ اور مبسوط شخصیت جب ایک بار اپنی رائے پیش کر دیتی تو کسی کو تنقید اور تبصروں کی مجال نہ تھی...... اُن کے فکر و نظر کی اصابت، علم و فن کا تبحر، فضل و کمال کی انفرادیت اور شریعت و سنت کے ارتقاء کی راہوں میں ان کے جذبہ ایثار کی عظمت کو اہل عجم ہی نہیں عرب کے علماء و مشائخ نے بھی تسلیم کیا...... اُن کے معاصرین میں دور دور تک اُن کی علمی و روحانی اور فقہی صلاحیتوں کے اعتبار سے کوئی ہم پلہ نظر نہیں آتا...... اعلیٰ ذہانت، دور اندیشی، استحضارِ علمی، معاملہ فہمی، فقہ میں مہارت اور حاضر دماغی انھیں

اپنے اجدادکرام' خاص کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور مفتی اعظم ہندشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہم سے ورثہ میں ملی تھی......علوم متداولہ میں یدِطولیٰ اور فقہ کی جزئیات پر بلا خیز دِقت نظر دیکھ کر بڑے بڑے افتاء کے مسند نشین خوشگوار حیرت میں پڑجایا کرتے ...... قرآن، تفسیر، حدیث، ادب، تاریخ، فلسفہ، منطق، کلام اور جمیع علوم پر گہری نظر اور وسیع مطالعہ تھا......درس و تدریس اور عالمی تبلیغی دوروں کے علاوہ انہوں نے اردو کے ساتھ ساتھ عربی میں بھی تصنیفی کام کیا جسے پڑھ کر اہل عرب بھی دنگ رہ گئے، کراچی کی عالمی میلاد کانفرنس منعقدہ ۲۰۰۹ء کے موقع پر اس فصاحت و بلاغت سے عربی خطاب فرمایا کہ اُن کی عربی سلاستِ کلام سے ایسا محسوس ہوا کہ وہ عجمی نہیں کوئی عربی عالم ہیں، گویا عربی زبان و ادب اُن کی ذاتی میراث بن چکے تھے جس کا اظہار اُن کی انشاء پردازی اور عربی خطابت میں مقتضائے حال مقولے، مقفیٰ و مسجع عبارات اور موزوں اشعار کے فی البدیہہ استعمال سے صاف ہوتا تھا......ان کی لکھی قصیدہ بردہ شریف کی شرح ''الفردۃ فی شرح البردۃ'' عربی زبان و ادب میں ایسا شاہکار ہے جسے پڑھ کر ان کی عالمانہ ندرت' عربی زبان و سخن پر گرفت اور اندازِ کلام کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے' ساتھ ہی اُن کی اعلیٰ ذہانت کے نقش ونگار، زبان و بیان کی سلاست، عربی جملوں کی ترتیب و تہذیب میں فصاحت و بلاغت اور معنی خیز استعارے، تخیل ومحاکات کی فراوانی، جذباتِ دل کے انکشافات، عشق کا فیضان اور دردمند دل کا الہام بڑے بڑوں کوایک لمحے کے لیے ورطہء حیرت میں ڈال دیتے ہیں......لوح وقلم کے اِن تمام مراحل سے گزرتے ہوئے ان کی معقولیت پسند دل نوازی، اجتہادِ فکراور جرأت رِندانہ ہر ہر لفظ سے نمایاں ہے......عشق کی منزل یقینی طور پر ایک دشوار منزل ہے، اس سے سرخرو ہوکر گزرنا اتنا آسان نہیں ہوتا' ترجمانی کے لیے الفاظ اُن کا بار اُٹھا ہی نہیں سکتے......''الفردۃ فی شرح البردۃ'' کو پڑھیں تو سطر سطر پر عشق بے نیاز کا پہرہ نظر آئے گا جو حضرت تاج الشریعہ کی داخلی زندگی کا حسن و کمال بھی تھا......''قصیدہ بردہ شریف'' کی شرح کے ایک ایک لفظ سے کوثر وتسنیم کے چشمے پھوٹے پڑتے ہیں' اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے اس قصیدہ کی عربی شرح لکھ کر حضرت امام بوصیری علیہ الرحمۃ کے جذب ومستی، فکر وفن، ان کے بے پناہ عشق اور ذوق تصوف کودوبارہ زندہ کردیا ہے' تو بے جانہ ہوگا۔

حضرت تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ نے عالمی تبلیغی دوروں میں مصروفیت کے باوجود قلمی میدان کو بھی تشنہ نہ چھوڑا' ان کی تصنیفات نے اپنے دامن سیماب میں معلومات وحقائق کے جتنے اقلیم اور آفاق تلاش کیے، یہ انھیں کا حصہ ہے......ان کی تمام تحریروں میں موضوع سے متعلقہ مباحث سے مظاہرات فن کا عکس پھیلا نظر آتا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ نثر کے ساتھ ساتھ دبستانِ رَضا کے نہایت ہی پرجوش' معتبر اور بلند پایہ شاعر بھی تھے، ان کے اشعار کا ایک ایک لفظ ادبِ لطیف

کے عرقِ دو آتشہ میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے، وہ جس جذبہء بے خودی اور سوزِ دروں سے اپنے محبوبِ حقیقی کو پکارتے ہیں اس میں بظاہر کسی اور ترفع کی گنجائش نظر نہیں آتی...... کشورِ نور کے پیکرِ لطیف اور عرشِ اولیٰ کے مسند نشین کی بارگاہِ ناز میں ان کی اجابت کا حال' اللہ اکبر! مدحتِ سرکار دو عالم ﷺ کرتے وقت وہ افکار و خیالات کی شاخوں کے بجائے اپنے عشق لازوال تک براہ راست رسائی حاصل کر کے اپنے اعجازِ ہنر سے اصنافِ سخن کے ماہرین کو دیدۂ حیرت میں گم کر دیتے ہیں...... فن شاعری میں زبان و بیان کی اہمیت کیا ہے، ترسیل و ابلاغ کی راہوں میں کس قدر دشواریاں درپیش ہوتی ہیں، ایک سخنور کو زندگی کی تزئین و تعمیر اور اس کے بقا کے لیے کیا کردار ادا کرنا چاہیے، حضرت تاج الشریعہ کا سیال قلم فطرت کی ان حنابندیوں سے خوب واقف تھا، وہ غیر مرئی سے مرئی کی صورت پذیری کا ہنر جانتے تھے...... فن شاعری اور نعت گوئی ان کے لیے کوئی نئی چیز نہ تھی کہ یہ تو انہیں گھٹی میں ملی تھی...... ''الفردۃ فی شرح البردۃ'' کے علاوہ ان کے مجموعہ ہائے کلام ''نغماتِ اختر'' اور ''سفینہء بخشش'' پاک و ہند سے متعدد بار شائع ہو کر اہل سخن سے مسلسل داد پا رہے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی تصنیفات کی ایک گرانقدر فہرست ہے ...... عربی ہو یا فارسی، اردو ہو یا انگریزی' ان سب زبان و ادب پر انہیں مکمل دسترس حاصل تھی...... ماہر رضویات سیدی اُستاذی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ ان کی ٹھٹھہ کالج (سندھ) میں تعیناتی کے دوران ایک مرتبہ حضرت ازہری میاں قبلہ ملاقات کو تشریف لائے، فقیر نے ان سے ان کی کوئی عربی نعت کی خواہش ظاہر کی، تو موصوف نے وہیں بیٹھے بیٹھے فوراً ایک عربی کلام تحریر فرما کر عنایت کر دیا۔ سبحان اللہ

ان کی جامع اور وقیع تصانیف سے ہر صنف سخن پر ان کی گہری نظر اور وسیع مطالعہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے...... تحقیق و تدقیق کے حوالے سے ان کا رنگ دوسروں سے حد درجہ منفرد اور اثر پذیر ہے...... انہوں نے اپنی وقیع و مؤثر نگارشات کے ذریعے ملک و بیرون ملک کی جدید کلیات و جامعات کا رشتہ اسلافِ کرام کی خانقاہوں سے جوڑنے میں اہم کردار ادا کیا ...... خاص کر ان کی عربی تصانیف نے عالم عرب میں اہل سنت و جماعت کا حقیقی تعارف پیش کیا' جن میں معمولات اہل سنت کو پہلی بار استدلال کی سطح پر پیش کیا گیا تھا' آپ کی اس حکیمانہ روش سے عالمی سطح پر مسلک حق اہل سنت اور خانوادۂ رضویہ کا وقار بلند ہوا۔

اپنے اجدادِ کرام کی طرح حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی بحر علوم شخصیت عالم اسلام میں مرجع فتاوٰی بھی رہی ہے اور رہتی بھی کیوں نہ کہ ان کی ذات مرکز علم و فن جو تھی...... وہ صرف مفتی ہی نہ تھے...... وہ قاضی بھی تھے، قاضی القضاۃ بھی تھے...... وہ مفسر بھی تھے...... وہ محدث بھی تھے...... وہ فقیہ بھی تھے...... وہ فلسفی بھی تھے...... وہ مایہ ناز مفکر بھی تھے...... وہ ایک عظیم دانشور بھی تھے...... وہ کہنہ مشق

شاعر بھی تھے......وہ ادیب بے بدل بھی تھے......وہ دعوت وعزیمت اور جرأت واستقامت کی تمام تر خوبیوں سے مرصع ومسجع بھی تھے تو بھلا پھر کیوں نہ مرجع فتاوٰی ہوتے......ان کے فتاوٰی کے مجموعہ کی پانچ جلدیں بنام ’’العطایہ الرضویہ فی فتاوٰی الازہریہ‘‘ مدون ہوچکی ہیں اور مزید پر کام جاری ہے......اس سے قبل ’’فتاوٰی تاج الشریعہ‘‘ کی تین جلدیں بھی شائع ہوچکی ہیں۔

وہ صفاتِ حسنہ کے جامع اور کوہِ ہمت و استقامت تھے...... وہ شہیدِ تسلیم و رضا تھے کہ انہوں نے نہ صرف غیروں بلکہ اپنوں کی نشتر زنی پر جس حکمت اور ضبط وتحمل کا مظاہرہ فرمایا وہ ان کا خاص امتیاز رہا......جس پر ساری دنیا گواہ وشاہد ہے کہ وہ رضائے الٰہی میں فنا ہوکر شہیدِ تسلیم ورضا کے منصبِ عالی پر اس شان سے متمکن وفائز ہوئے کہ وقتِ رخصت کروڑوں انسانوں کا اژدھام دیکھنے کو اُمنڈ آیا ؎

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگاں بہ دعا آرزو کنند

خم ہیں یہاں جمشید وسکندر اس میں کیا حیرانی ہے
ان کے غلاموں کا اے اخترؔ رُتبہ ہی کچھ ایسا ہے

حضرت تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کا چلے جانا، عالم اسلام اور خاص کر دنیائے اہل سنت کے لیے سخت جان کاہ غم ہے......اللہ کریم حضرت تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کو جوارِ قدس میں مقام رفیع عطا فرمائے......ان کی تربتِ پاک کو اپنے انوار وتجلیات سے معمور فرما کر کروڑہا رحمتوں اور برکتوں کی بارش فرمائے۔ آمین ۞۞۞

محققِ رضویات کی داتا کی نگری آمد

ڈاکٹر عقیل احمد (یونی ورسٹی آف لاہور)

جنوبی ایشیا میں مسلم حکومت کے بعد جہاں مسلمان سیاسی، سماجی اور معاشی طور پر زوال کا شکار ہوئے وہاں ان کو فکری و اعتقادی حوالے سے بھی کمزور کرنے کی بڑی شعوری اور مربوط کوشش کی گئی ۔ ایک طرف عیسائی مشنریز ذاتِ رسالت پر رکیک حملے کر رہے تھے تو دوسری طرف چند مسلم گروہ جو مغربی فکر و تہذیب سے مرعوب تھے انھوں نے بھی اپنی دینی آرا میں اسلامی عقائد و مسلمات کے حوالے سے راہِ حق اور اعتدال کو چھوڑا۔ ایسے عالم میں اس دور میں اسلامی فکر و عقیدہ کی پاسبانی اور تحفظ کے لیے سب سے مؤثر اور توانا آواز امام اہل سنت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی ہی کی تھی جنھوں نے دین کی جس جہت پر بھی قلم اُٹھایا اس میں عظمت و شانِ رسالت کے حوالے سے نہ صرف مبادیات شریعت اور مقاصد شریعت کا لحاظ رکھا بلکہ سلف صالحین و متقدمین کی تعبیرات کو بطور ماخذ لیا۔

امامِ اہل سنت کی شخصیت اور فکر و فن پر کام تو ان کی حیات ہی میں شروع ہو گیا تھا لیکن اس میں باقاعدگی ان کے وصال کے بعد آئی اور دنیا میں بالعموم اور جنوبی ایشیا میں بالخصوص ان کی کثیر الجہت شخصیت پر تحقیقی کام ہوا۔ شہرِ قائد کراچی میں ۱۹۸۰ء میں ایک بین الاقوامی تحریک کی صورت ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا قائم ہوا جس نے گزشتہ چار دہائیوں میں فکرِ رضا کے فروغ میں نمایاں کام کیا اس ادارے کے موجودہ چیئرمین ڈاکٹر مجید اللہ قادری بڑی مؤثر اور فعال شخصیت ہیں آپ نے اعلیٰ حضرت پر گراں قدر علمی کام کر کے ملک اور بیرون ملک پذیرائی حاصل کی اور یہی ان کی ذات کی شہرت کا سب سے معتبر حوالہ ہے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری مارچ ۲۰۲۲ء میں جب فیصل آباد میں منعقد ہونے والی "فکرِ اعلیٰ حضرت کانفرنس" میں مدعو تھے تو انھوں نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ وہ فیصل آباد جانے سے قبل اور بعد میں داتا کی نگری (لاہور) میں قیام کریں گے تا کہ یہاں پر جو اعلیٰ حضرت کے حوالے سے علمی مجالس کا انعقاد کیا گیا ہے ان میں شرکت ہو سکے ان محافل کا انعقاد ڈاکٹر صاحب کی یہاں موجودگی ہی کی وجہ سے کیا گیا تھا جن میں ڈاکٹر صاحب نے بطور صدرِ مجلس شرکت کرنا تھی ان کی کچھ تفصیل یوں ہے:

۲۵ مارچ بروز جمعہ کو جامع مسجد فیضانِ رسول شام نگر چوبرجی لاہور میں جے یو پی لاہور کے ممتاز رہنما علامہ نعیم جاوید نوری نے نمازِ جمعہ سے قبل اعلیٰحضرت کے کارہائے نمایاں کے حوالے سے علمی نشست کا انعقاد کیا جس میں نوری صاحب نے ہی بڑا جامع خطبہ استقبالیہ پیش کیا کچھ وقت خاکسار نے بھی اعلیٰ حضرت کی اہل سنت پر مہربانیوں کا ذکر کیا بعد ازاں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے صدارتی خطبہ دیا جس

کو وہاں موجود حاضرین کی ایک بڑی کثرت نے بہت پسند کیا، نمازِ جمعہ کے بعد ظہرانہ پر بھی خوب علمی تبادلہ خیال رہا۔ یہاں سے پنجاب یونی ورسٹی آئے جہاں ڈاکٹر سعید احمد سعیدی چشمِ براہ تھے وقت سہ پہر ہاٹ کافی سے لطف اندوز بھی ہوئے اور اہل علم سے ملاقات بھی خوب رہی وہاں سے ڈاکٹر مجید اللہ قادری ڈاکٹر سعیدی کے ہمراہ فیصل آباد فکرِ اعلیٰ حضرت کانفرنس میں شرکت کے لیے روانہ ہو گئے۔

۲۷ مارچ بروز اتوار کو جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ میں ''اعلیٰ حضرت سیمینار'' کا انعقاد کیا گیا جس میں خطبہء استقبالیہ جامعہ ہی کے شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد شفیق نقشبندی نے پیش کیا بعد ازاں ماہر اقبالیات ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، ڈاکٹر حافظ سعد اللہ اور خاکسار نے اعلیٰ حضرت کی حیات و تعلیمات پر گفتگو کی آخر میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور علمی کارناموں پر سیر حاصل خطاب کیا اور حاضرین جن میں اکثریت علما و فاضلین ہی کی تھی سے خوب داد حاصل کی، سلام دعا اور پھر ظہرانہ پر یہ نشست اختتام پذیر ہوئی۔ عصر بعد حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری کا پروگرام تھا حاضری کیا تھی خاکسار نے اوقاف کے ذمہ داروں کو ڈاکٹر صاحب کی داتا صاحب حاضری کے بارے میں پہلے ہی مطلع کر دیا تھا اور جب مغرب کی نماز کے فوراً بعد ہم وہاں پہنچے تو بغیر روک ٹوک اندر جانے دیا گیا اور ایک سیکیورٹی گارڈ بھی ساتھ ہو گیا جو بڑے احترام کے ساتھ سیدِ ہجویر کے مزارِ اقدس کے اندر لے گیا جہاں تازہ گلاب کے ہار پہنائے گئے اور مزار شریف سے مس کی ہوئی چادر بھی عطا ہوئی۔ مزار شریف پر حاضری کے دوران ڈاکٹر مجید اللہ قادری مسلسل اشک بار رہے۔ حاضری سے فراغت کے بعد ڈاکٹر صاحب ہی کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی، نماز کے فوری بعد ڈاکٹر صاحب جلدی سے پھر مزار کی طرف تیزی سے گئے اور مجھے کہا کہ میں دس منٹ میں آتا ہوں۔ اس کے بعد خصوصی طور پر ایڈمنسٹریٹر آفس میں لنگر پیش کیا گیا، ڈاکٹر صاحب اور دیگر احباب اس پر کیف حاضری پر بہت مسرور تھے۔ اللہ کریم ہماری فکری و روحانی نسبتوں کو مزید توانائی اور استحکام عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر شرر مصباحی بھی نہ رہے

غلام مصطفیٰ رضوی (مالیگاؤں، انڈیا)

۲۹ ویں شبِ رمضان یہ روح فرسا خبر ملی کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے رُکن مجلسِ شوریٰ مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (سابق پرنسپل کوٹھی طبیہ کالج دہلی) مبارکپور کی سرزمین پر رحلت فرما گئے- اناللہ وانا الیہ راجعون

ڈاکٹر موصوف ممتاز ناقد، محقق اور ادیب تھے طبیب حاذق تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ حضور حافظ ملت کے شاگرد رشید اور ان کے دستر خوانِ علم کے خوشہ چیں تھے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے گہرا تعلق تھا،

الجامعۃ الاشرفیہ کے لیے مخلصانہ فکر رکھتے تھے۔ چند سال قبل اسی سلسلے میں فون پر کافی دیر تک گفتگو کی۔ بعض ان عناصر سے متعلق بھی نقد و نظر کے موتی لٹائے جن سے مشنِ اعلیٰ حضرت سے روگردانی کا احساس ہوتا تھا آپ فکرِ اعلیٰ حضرت سے بہت متاثر تھے، اسی لیے اگر کسی اپنے کو اس بارے میں منفی سوچ کا حامل پاتے، مضطرب ہو جاتے اور اس کی اصلاح کے متمنی ہوتے۔ اعلیٰ حضرت کے مجموعہ کلام "حدائق بخشش" پر علمی کام کیا، بطورِ مقدمہ فنی تفہیم پر زبردست مقالہ قلم بند کیا جس میں علم عروض اور بحور پر اعلیٰ حضرت کے درک پر بھی روشنی ڈالی، یہ منفرد ایڈیشن متعدد بار دہلی و ممبئی سے چھپ چکا ہے۔ معارفِ رضا کراچی کے سالانہ مجلہ میں رضویات پر متعدد تحریریں مطبوع ہیں۔ سال نامہ یادگارِ رضا احقر ہر سال بذریعۂ ڈاک بھیجتا، ملنے کی اطلاع دیتے، مضامین پر زبانی تاثرات کا اظہار فرماتے، مشورے دیتے، شفقت فرماتے، مطبوعات پر بھی روشنی ڈالتے، کام کے جہات اور نشانات متعین فرماتے، متعدد خطوط بھی اس ضمن میں ارسال فرمائے۔ چند ماہ قبل کال آئی تو اہل سنت کے کئی قلم کاروں کی بابت گفتگو رہی، بعض ان محققین کا بھی ذکر ہوا جو اب علالت کے مرحلے سے گزر رہے ہیں، ڈاکٹر طلحہٰ برق رضوی کا نمبر طلب کیا، ان کے قلمی کام کا تذکرہ فرمایا۔ انھیں اکثر اس بات کا شکوہ رہا کہ بعض اہلِ علم اعلیٰ حضرت کے انھیں پہلوؤں کی طرف متوجہ ہیں جن پر کافی کچھ کام ہو چکا ہے جب کہ ہزاروں پہلو تشنۂ تحقیق و منتظرِ تحقیق ہیں، بھانت بھانت خدمات کے نقوش پر بھی علمی کام کی ضرورت ہے۔

ایک بار فرمایا کہ اعلیٰ حضرت پر کام کے بکثرت پہلو ایسے ہیں جن کو اب تک اہلِ قلم نے چھوا بھی نہیں۔ سنجیدہ و تحقیقی کام کی ضرورت ہے، معیاری کام ہونا چاہیے، اعلیٰ حضرت کے علمی اثاثے پر تعمق نگاہ سے تحقیق کی ضرورت ہے، افسوس اس بات کا ہے کہ اکثر اسکالرز وہی باتیں لکھتے ہیں جو پہلے ہی لکھی جا چکی ہیں۔ حدائقِ بخشش پر بہت کام کیا جا سکتا ہے، جہتیں اور راہیں کشادہ ہیں، محنت و لگن سے کام کیا جائے۔ راقم اپنی تحریریں انھیں واٹس ایپ کرتا، لفظ لفظ پڑھتے، کبھی کبھی فون پر رائے مشورہ دیتے اور ذہن سازی کرتے، کبھی تاثرات بھی دیتے، راقم کو حیرت ہوتی کہ ڈاکٹر موصوف ایک ایک مقالہ بغور پڑھتے ہیں، پھر مضمون کے پہلوؤں کا جائزہ بھی لیتے ہیں، باریک سے باریک پہلوؤں پر تبصرہ کرتے ہیں، نکات اُجاگر کرتے ہیں۔ ان کا تنقیدی شعور بڑا پختہ تھا۔ نافع تنقید وہی ہے جس سے فن پارہ میں نکھار آئے اور بزمِ تحقیق منور ہو جائے، ڈاکٹر صاحب کی تنقیدات بھی حسنِ فن کا اظہار ہوتیں، وہ متمنی تھے کہ نقد و نظر کے پیمانے آباد ہوں، اعلیٰ حضرت کی عدیم النظیر ادبی خدمات کی خوشبو سے جہانِ اہل سنت مہک مہک اُٹھے۔ ایسے ناقد و ادیب اور محقق کا رُخصت ہونا بزمِ ادب کا بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ان کے علمی کام کی کرنیں شعر و ادب کی وادیوں کو روشن روشن کر دیں۔ آمین

فرہنگِ رضا پروجیکٹ

امام احمد رضا نے بلاشک وشبہ ایک ہزار سے زیادہ عربی، فارسی اور اردو میں تصانیف قلم بند کی ہیں جن میں فتاوٰی رضویہ کے علاوہ ۲۰۰ سے زیادہ مختلف علوم وفنون کی کتب پر تینوں زبانوں میں حواشی بھی تحریر کیے ہیں جبکہ ۲۵۰ سے زیادہ عقلی علوم یعنی دورِ جدید کے اعتبار سے سائنسی علوم پر تینوں زبانوں میں قلمی یادگار چھوڑی ہیں۔ ادب کی دنیا میں امام احمد رضا نے نعت گوئی میں شاعری کے جوہر دکھائے ہیں اور تینوں زبانوں میں منظوم کلام تحریر کیا ہے جو حدائق بخشش کے نام سے ۳ حصوں میں شائع ہو چکا ہے اتنی کثیر تعداد میں آپ کے لکھے ہوئے شہ پاروں سے مکمل استفادہ جب ہی کیا جاسکتا ہے کہ جب آپ کی تحریر کو سمجھتے ہوئے ایک مکمل فرہنگ تیار کی جائے جو یقیناً ایک بڑا علمی کام ہے، اور امام احمد رضا پر تحقیق کرنے والوں کو اس فرہنگ سے بہت سہولت حاصل ہوگی۔

اس فرہنگِ رضا پروجیکٹ کو ہم نے دو حصوں میں تقسیم کر کے شروع کیا ہے۔ اول کلام رضا (صرف اردو) اور دوسرے حصے میں کلام رضا فارسی وعربی اور دیگر تصنیفات کی روشنی میں مکمل فرہنگ مرتب کی جائیگی۔ اول حصے کا کام شروع کر دیا گیا ہے اس سلسلے میں کراچی میں قائم اردو ڈکشنری بورڈ کے ایک نوجوان محقق اور کیوٹی وی کے ریسرچ اسکالر محترم جناب طارق آزاد کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور ان کو اس پروجیکٹ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جب کے ان کی تین اسکالرز معاونت کر رہے ہیں جن میں علامہ فیصل احمد بیگ عزیزی بندگی، محترم زکریا اشرفی اور اردو ڈکشنری بورڈ کی سابق ریسرچ اسکالر محترمہ نزہت سیما ارشاد شامل ہیں۔ امید ہے کہ یہ تینوں ریسرچ اسکالرز جلد ہی اپنے اپنے حصے کا کام مکمل کر کے جناب طارق آزاد کو پیش کردینگے جو اس پر نظر ثانی کے بعد دیگر ماہرین لسانیات سے رائے لے کر ادارہ کے سپرد کردینگے اور ادارہ اس فرہنگ کو اپنی ۴۲ ویں امام احمد رضا کانفرنس 2022 کے موقع پر شائع کرنے کی کوشش کرے گا۔

(ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی)